Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ...................300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ”التبلیغ“ حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....اپنے ووٹوں کا اندراج ضرور کرائیں............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۸۴)........حق بات چھپانے کا وبال وعذاب...........// // ۸

درسِ حدیث ....نماز کے لئے مسجد جانے اور نماز کے انتظار کے فضائل........// // ۱۴

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی..ادارہ ۳۰

ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۲۲)..............مفتی محمد امجد حسین ۳۲

قماراور جوئے پر مشتمل کاروبار (قسط ۳)..........................مفتی منظور احمد ۳۶

تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط ۱۰)..........................// // ۳۹

ماہِ رمضان: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...................مولانا طارق محمود ۴۱

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط ۱)..............مفتی محمد رضوان ۴۲

علم کے مینار.............امام شافعی رحمہ اللہ کا سفرنامہ (قسط ۱)..........مفتی محمد امجد حسین ۴۸

تذکرۂ اولیاء:.....عقلِ خداداد سے روشن ہے زمانہ (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط ۱۴)....// // ۵۱

پیارے بچو! ....ہاتھیوں والی فوج......................مولانا محمد ناصر ۶۰

بزمِ خواتین ....قربانی کی فضیلت واہمیت....................مفتی ابو شعیب ۶۳

آپ کے دینی مسائل کا حل.... مغرب کے بعد نوافل کا ثبوت اور ان کی فضیلت..... ۶۶

کیا آپ جانتے ہیں؟............اچھے اور بُرے خواب (قسط ۳)......مفتی محمد رضوان ۸۰

عبرت کدہ ....حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۱۵)...................ابو جویریہ ۸۵

طب وصحت..........سونف (FENEL SEED)...............مفتی محمد رضوان ۸۸

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...............مولانا محمد امجد حسین ۹۰

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.......................ابو رملہ ۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

اپنے ووٹوں کا اندراج ضرور کرائیں

آج کل ملک کے مختلف حصوں میں ووٹ لسٹوں کی تیاری اور ووٹوں کے اندراج کا سلسلہ جاری ہے، اور شاید آخری مراحل میں ہے۔

لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایک طرف تو انتخابات کا مروَّجہ طریقۂ کار کئی خرابیوں پر مشتمل ہے، اور اس میں کئی اصلاحات کی ضرورت ہے، اور دوسری طرف ملک کے ایک بڑے طبقہ بلکہ اکثریت کو ووٹوں کی اہمیت ہی کا اندازہ نہیں۔

اور اسی وجہ سے بے شمار لوگوں کے نزدیک ووٹ کے صحیح یا غلط استعمال بلکہ سرے سے ووٹ کے استعمال ہی کی کوئی اہمیت نہیں، اس لئے وہ یا تو ووٹ کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے، اور جب استعمال کی ضرورت نہیں سمجھتے، تو اپنے ووٹ بنوانے یا اپنا نام ووٹر لسٹوں میں شامل کروانے کی کیا ضرورت سمجھیں گے، پھر اگر کسی طرح ان کے ووٹ تیار ہو جاتے ہیں، اور پھر اس کے بعد انتخابات کے موقع پر کسی کے کہنے سننے یا کسی اور وجہ سے ووٹ کے استعمال پر آمادہ بھی ہو جاتے ہیں، تو اس کو دنیا کی ایک رسم سمجھ کر بغیر دور بینی کے کسی بھی امیدوار کے حق میں استعمال کر لینے کو کوئی عیب نہیں سمجھتے۔

اور اس کے مقابلہ میں دینی ذہن رکھنے والا ایک بڑا طبقہ وہ ہے کہ جو ووٹ کے استعمال کو اہمیت تو کیا دیتا، وہ اس کے موجودہ حالات میں استعمال ہی کو ہر حال میں گناہ، بلکہ کبیرہ گناہ سمجھتا ہے، اور اس کا خیال یہ ہے کہ چونکہ مروجہ انتخابات کے طریقہ میں شرعی تقاضوں کی رعایت نہیں ہے، یا عام طور پر موجودہ امیدواروں میں سے کوئی امیدوار بھی ووٹ کا صحیح اہل اور مستحق نہیں ہوتا، اس لئے اس کے گمان میں کسی بھی امیدوار کے حق میں ووٹ کا استعمال کرنا جرمِ عظیم سے کم حیثیت نہیں رکھتا۔

یہ یا اس سے ملتے جلتے خیالات ہمارے معاشرہ کے بہت سے دینی ذہن یا دینی علم رکھنے والے طبقہ میں پائے جاتے ہیں، اور اسی قسم کی وجوہات کے پیشِ نظر ہمارے معاشرہ میں مجموعی طور پر ووٹوں کے استعمال کا تناسب، استعمال نہ ہونے والے ووٹوں کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

مگر ہمیں دیانت داری کے ساتھ اور تعصّبانہ سوچ سے بالاتر ہو کر اس قسم کے خیالات سے اتفاق نہیں ہے۔
کیونکہ بے شک مروجہ طریقۂ انتخاب، شرعی اعتبار سے قابلِ اصلاح ضرور ہے، لیکن اگر کسی کے دائرہ کار میں اس نظام کی اصلاح کا اختیار نہیں ہے، اور وہ نظام اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی چل رہا ہے، بلکہ ظاہری اسباب کے درجہ میں اس کی بنیاد پر انتخابات ہو رہے ہیں، اور امیدوار منتخب ہو کر حکمران بن رہے ہیں، تو ان حالات میں ہم میں سے ہر فرد کو اپنی حد تک ووٹ کے صحیح استعمال کی ذمہ داری پوری کرنا ضروری ہے، بالخصوص جبکہ ملک کے فاسق وفاجر بلکہ کافر لوگ بھی ووٹ استعمال کر کے اپنی پسند کے امیدوار کو تقویت پہنچا رہے ہوں، تو ایسے وقت میں دینی اور ملکی تعمیر وترقی کی سوچ رکھنے والے افراد کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔
رہا یہ شبہ کہ جب امیدواروں میں سے کوئی بھی دینی سوچ رکھنے والا امیدوار نہیں ہوگا، تو پھر کسی بھی امیدوار کے حق میں ووٹ کا استعمال کیونکر جائز ہوگا؟ تو اس بارے میں عرض ہے کہ جس معاشرہ میں امیدوار کے حق میں رائے استعمال کرنے والے افراد کی اکثریت فاسقوں، فاجروں اور نااہلوں کی ہو، اور دینی ذہن رکھنے والے اور شریف لوگوں کو ووٹوں سے کوئی سروکار ہی نہ ہو، تو اس ماحول میں اولاً تو دینی ذہن رکھنے والے امیدوار کو سامنے آنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حق میں ووٹ کے استعمال کا تناسب اس مقدار کے ساتھ نہیں ہوگا، کہ جو اس کی کامیابی کا باعث ہو۔ اور اگر کوئی ایسا امیدوار کھڑا بھی ہوتا ہے، تو وہ تاریخی ناکامی کا منہ دیکھنے اور ضمانت تک ضبط ہو جانے کے باعث آئندہ کے لئے انتخابات میں حصہ لینے کا نام لینا بھی چھوڑ دیتا ہے۔
ان حالات کے پیشِ نظر یہ کہنا غیر درست نہ ہوگا کہ اچھی اور دینی ذہنیت رکھنے والے امیدوار افراد سامنے نہ آنے کا بنیادی سبب اس ذہنیت کی موافقت نہ رکھنے والے افراد کا ووٹ استعمال نہ کرنا ہی ہوا؟ پھر اس طبقہ کے دوسروں کو الزام دینے کے کیا معنیٰ؟
اس کی مثال ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' سے زیادہ نہیں ہوگی۔
اور اگر کہا جائے کہ موجودہ صورتِ حال میں سبب کچھ بھی ہو، لیکن اب سرِ دست اگر امیدواروں میں کوئی امیدوار بھی پوری اہلیت کا حامل نہ ہو، تو پھر ووٹ ڈالنا کیونکر درست ہو سکتا ہے، تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شریعت نے سب کو ایک لکڑی نہیں ہانکا، اور گدھے گھوڑے برابر نہیں کئے، بلکہ ایسی صورتِ حال میں

شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ جو برائی میں کم ہو، اس کا انتخاب کیا جائے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر امیدواروں میں سے کسی ایک امیدوار کی حالت دوسروں کے مقابلہ میں کم شر والی ہو، تو اس کے حق میں اس نیت سے ووٹ کا استعمال کرنا، تا کہ اس سے بڑے شر والے امیدواروں کی قوت وشوکت کمزور اور مغلوب ہو، شریعت کے اصول وقاعدہ کے عین مطابق ہے۔

اور اس کے برخلاف ووٹ کو استعمال نہ کرنا، درحقیقت دوسروں کے لئے میدان چھوڑ دینا ہے۔

اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اس میدان میں ووٹ استعمال کرنے والوں کی اکثریت اچھے لوگوں کی نہیں ہے، اور وہ اپنے جیسے لوگوں کے انتخاب ہی کو ترجیح دیتے ہیں، اس صورتِ حال میں ان کے مقابلہ میں ووٹ کا استعمال نہ کرنا بھی دراصل ایک طرح سے ان کو قوت بہم پہنچانا ہوا۔

پھر تمام برائیاں ایک وقت میں ہی ختم نہیں ہوتیں، بلکہ ان کے ختم ہونے میں وقت لگتا ہے، اگر آج ایک کم برائی والے امیدوار کو تقویت حاصل ہوگی، اور اس کے مقابلہ میں زیادہ برائی والے کی حوصلہ شکنی ہوگی، تو کل آنے والے وقت میں مزید اچھے لوگوں کو اس میدان میں آگے بڑھنے میں حوصلہ محسوس ہوگا، اور برے لوگوں کو حوصلہ نہیں ہو سکے گا۔

اس قسم کی وجوہات کا تقاضا یہ ہے کہ موجودہ حالات میں بھی ہر شخص کو دیانت دارانہ وذمہ دارانہ طریقہ پر ووٹ کا استعمال ضرور کرنا چاہئے۔

اور ووٹ کے بروقت استعمال کرنے کا حق ظاہر ہے کہ اسی فرد کو حاصل ہو سکے گا کہ جس کا ووٹوں کی لسٹوں میں اندراج ہو، اور اس کے نام کا ووٹ بنا ہو، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے ووٹوں کا بروقت اندراج ضرور کرائیں، اور اس کے بعد انتخابات کا وقت آنے پر دوسروں کے مقابلہ میں بہتر یا بدتر سے بہتر امیدوار کے حق میں دیانت داری کے ساتھ ووٹ استعمال کرنے کی ذمہ داری بھی پوری کریں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ جب یہ سیاسی میدان گرم ہو، اور آپ کسی امیدوار کو دوسروں کے مقابلہ میں اہل و مستحق سمجھ کر اس کی قوت کو بڑھانے اور اس کے مقابلہ میں دوسروں کی قوت کو کمزور کرنے کے خواہش مند ہوں، اس وقت آپ کے پاس کوئی اختیار نہ ہو۔

اور پھر آئندہ پانچ سالوں کے لئے آپ کو شریر ترین حکمرانوں کے ہی زیرِ سایہ ظلم وستم کی چکی میں پسنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ آمین

مطبوعاتِ ادارہ

Idara Ghufran

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول

(نیشنل میڈیم)

عصری اور دینی ماہرین اور اہلِ علم کی زیرِ نگرانی

اپنی نوع کا منفرد نظام، ان شاء اللہ تعالیٰ جلد آغاز ہو رہا ہے

سکول کی چند اہم خصوصیات وسہولیات

معیاری تعلیم وتربیت	مونٹیسوری جدید ترین طریقۂ تعلیم
اعلیٰ تعلیمی اقدار کا بہترین انتخاب	محبِ وطن دینی سوچ پیدا کرنے کا اہتمام
حفظ وناظرہ قرآن کی سہولت (اختیاری)	خوشخطی کا خصوصی انتظام
تفریحی پروگرام	ہفتہ وار ٹیسٹ سسٹم
طلبہ کے مفت طبی معائنہ کی سہولت	پرکشش ماحول
کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم	کوالٹی کنٹرول سسٹم
کمپیوٹر کی تعلیم (مطلوبہ کلاسز میں لازمی)	دینی ودنیاوی مہارت یافتہ گورننگ باڈی
بورڈ کے تحت اساتذہ کی باقاعدہ نگرانی وتربیتی نظام	اساتذہ اور طلبہ کے والدین کا اشتراکی تربیتی نظام
سکول کی اپنی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت	معاشرے میں عملی غیرنصابی سرگرمیاں
تعلیمی اخراجات کم سے کم	تعلیمی وتفریحی دورے

داخلے کا شیڈول اور شرائط کا جلد ہی اعلان متوقع ہے

(سورہ بقرہ قسط۸۴، آیت ۱۵۹، ۱۶۰) مفتی محمد رضوان

حق بات چھپانے کا وبال وعذاب

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (۱۵۹) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۱۶۰)

ترجمہ: بے شک جولوگ اُن باتوں کو چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلیلیں اور ہدایت نازل کی ہیں، اس کے بعد کہ ہم نے ان کولوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے، یہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں (۱۵۹) مگر وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور کھول کر بیان کر دیا تو یہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہوں (۱۶۰)

تفسیر وتشریح

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نازل کردہ واضح احکام کو چھپانے والوں کے لئے سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہدایت کی واضح دلیلیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی کتاب میں کھول کر بیان فرمادیا ہے، ان کو چھپائیں، تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے، اور اللہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کی بھی لعنت ہوتی ہے، جو اس فعل سے نفرت کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ جولوگ اپنی اس حرکت سے توبہ کرلیں، اور ان کے اس حق بات کو چھپانے کے عمل سے جو خرابی پیدا ہوئی، اس کی اصلاح کردیں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کفر یا نفاق کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، تو اس کو چھوڑ کر حقیقی اسلام کو قبول کریں، اور اللہ تعالیٰ کے چھپائے ہوئے احکام کو دوسروں پر ظاہر کردیں، تاکہ دوسروں کے سامنے حقیقت کھل جائے، تو ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالیتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ بہت توبہ قبول فرمانے والے اور انتہائی رحم کرنے والے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَخُو بَنِی سَلَمَةَ، وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِی الْأَشْهَلِ، وَخَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ أَخُو بَلْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، نَفَرًا مِّنْ أَحْبَارِ يَهُودَ عَنْ بَعْضِ مَا فِی التَّوْرَاةِ، فَكَتَمُوهُمْ إِيَّاهُ وَأَبَوْا أَنْ يُخْبِرُوهُمْ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِمْ :إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتَابِ(تفسیر ابنِ ابی حاتم، تحت آیت ۱۵۹ من سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل جو بنی سلمہ کے بھائی تھے،اور سعد بن معاذ جو بنی اشہل کے بھائی تھے،اور خارجہ بن زید جو بلحارث بن خزرج کے بھائی تھے،انہوں نے یہودیوں کے بعض علماء کی جماعت سے توراۃ کے کسی حکم کے بارے میں سوال کیا،تو ان یہودی علماء نے اس بات کو ان سے چھپالیا،اوران کو اس کی خبر دینے سے انکار کردیا،جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ’’اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ‘‘(ترجمہ ختم)

اور حضرت اعرج سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ " :إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلَا آيَتَانِ فِی كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو (إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى)إِلَى قَوْلِهِ (الرَّحِيمُ) إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِی أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ(بخاری، رقم الحدیث ۱۱۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں،اور اگر اللہ کی کتاب میں دو آیتیں نہ ہوتیں،تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ’’اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی ‘‘سے ’’اَلرَّحِیْمُ‘‘ تک،اور (فرمایا کہ) ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازار کے معاملات میں مشغولی رہتی تھی،اور ہمارے انصار بھائیوں کو اموال کے کام کاج میں مشغولی رہتی تھی،اور ابوہریرہ اپنا (علم کا) پیٹ بھرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ چمٹا رہتا تھا، اور اس کے سامنے (اللہ اور اس کے رسول کی) وہ باتیں آتی تھیں، جو دوسروں کے سامنے نہیں آتی تھیں، اور ابو ہریرہ ان چیزوں کو یاد کرتا تھا، جن کو دوسرے لوگ یاد نہیں کرتے تھے (ترجمہ ختم)

یہ بات جان لینی چاہئے کہ جو شخص باجود علم وقدرت اور لوگوں کی ضرورت ہونے کے حق بات کو چھپائے، اس کو شریعت کی زبان میں ''مداہن'' کہا جاتا ہے۔ [1]

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں تو ایسے شخص کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے، اور حدیث میں ایسے شخص کے بارے میں فرمایا گیا کہ دوسروں کے گناہوں کی وجہ سے آنے والے وبال میں وہ بھی شریک ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، وَالْوَاقِعِ فِیْهَا، مَثَلُ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا سَفِیْنَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِیْ أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِیْ أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِیْ فِیْ أَسْفَلِهَا یَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ أَعْلَاهَا، فَتَأَذَّوْا بِهِ، فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِیْنَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا: مَا لَکَ، قَالَ: تَأَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَا بُدَّ لِیْ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی حدود (واحکام) میں مداہنت کرنے (یعنی خود عمل کرنے اور دوسروں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے) والے اور ان میں واقع (یعنی

---

[1] کمافی روایة:

قِیلَ: وَمَنِ الْمُدَاهِنُ؟ قَالَ: الَّذِی لَا یَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا یَنْهَی عَنِ الْمُنْكَرِ (حلیة الاولیاء، ج۶ ص ۵۹، واللفظ لهٗ، مسند الحارث، رقم الحدیث ۷۶۸، عن معقل بن یسار)

ثُمَّ ثَنَّیْنَا بِالْإِدْهَانِ الْمَذْكُورِ فِی هَذَا الْحَدِیثِ مَا هُوَ فَوَجَدْنَا الْإِدْهَانَ فِی كَلَامِ الْعَرَبِ: التَّلَیُّنُ لِمَنْ لَا یَنْبَغِی التَّلَیُّنُ لَهُ، كَذَلِکَ قَالَ الْفَرَّاءُ. قَالَ: وَمِنْ ذَلِکَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُونَ) أَیْ: تَلِینُ لَهُمْ فَیَلِینُونَ لَکَ. فَمِثْلُ ذَلِکَ مَا فِی هَذَا الْحَدِیثِ مِنْ إِدْهَانِ الْأَشْرَارِ الْخِیَارَ هُوَ التَّلَیُّنُ لَهُمْ؛ لِأَنَّ الْمَفْرُوضَ عَلَیْهِمْ خِلَافُ ذَلِکَ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِی حَدِیثَیِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِی مُوسَی (شرح مشکل الآثار للطحاوی، تحت رقم الحدیث ۳۳۵۰)

[2] حدیث نمبر ۲۶۸۶، کتاب الشهادات، باب القرعة فی المشکلات، دارطوق النجاة، بیروت، واللفظ لهٗ، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۷۳، مسند أحمد، حدیث نمبر ۱۸۳۶۱.

Idara Ghufran

اللہ کی حدود اور احکام کو توڑنے) والے ان لوگوں کی طرح ہیں، جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کر کے (اپنا اپنا حصہ منتخب کیا) پس بعض کے حصہ میں کشتی کے نیچے والا حصہ آیا (وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے) اور بعض کے حصہ میں کشتی کے اوپر والا حصہ آیا (وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے) پھر نیچے والے پانی کی ضرورت کے لئے اوپر والوں کے پاس آنے لگے (تاکہ اوپر کھلی جگہ سے ڈول رسی وغیرہ کے ذریعہ کشتی کے باہر سے پانی لیں) جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوئی (پھر نیچے والوں میں سے) ایک شخص نے بسولہ لیا اور نچلے حصہ میں (سمندر اور پانی کی طرف) سوراخ کرنے لگا تاکہ اس سے پانی لے اور اوپر والوں کو (ہمارے اوپر جانے سے) تکلیف نہ ہو، تو اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے؟ (جو سوراخ کرتا ہے) اس نے (جواب میں) کہا کہ تم لوگوں کو میرے (اوپر آ کر) پانی حاصل کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور میرے لئے پانی ضروری ہے، تو اگر ان (اوپر والے) لوگوں نے اس (کشتی میں سوراخ کرنے والے) کا ہاتھ پکڑ لیا (اور سوراخ کرنے سے روک دیا، تاکہ پانی کشتی کے اندر داخل ہو کر کشتی کو غرق نہ کرے) تو وہ اس کو بھی (غرق اور ہلاک ہونے سے) نجات دلادیں گے، اور اپنے آپ کو بھی نجات دلالیں گے، اور اگر وہ لوگ اس (سوراخ کرنے والے) کو چھوڑ دیں گے (اور سوراخ کرنے سے نہیں روکیں گے، اور سوراخ سے پانی کشتی کے اندر داخل ہوجائے گا) تو وہ اس (سوراخ کرنے والے) کو بھی ہلاک کریں گے، اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈالیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ یَکُوْنُ مِنْھُمْ رَجُلٌ یَعْمَلُ الْمَعَاصِیَ وَھُمْ أَمْنَعُ مِنْھُمْ فَیُدْھِنُوْنَ عَلَیْہِ، ولا یُغَیِّرُوْنَ إلَّا عَمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابٍ (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۴ص۴۲۷،۴۲۸، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۲۳۸۵، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۱۹۲) [۱]

---

[۱] قال ابن عدی: وھذان الحدیثان، عَنِ الأَعْمَش لا أعلم یرویھما عنہ غیر سَعِید بُن مسلمۃ ولسعید عن إسماعیل بُن أمیۃ نسخۃ وعندی عن غیر واحد عن سَعِید ما وجدت فیھا ما لم یتابع علیہ غیر ما ذکرت من حدیث ذکر فیہ أبی بکر وعُمَر ولہ، عَنِ الأَعْمَش وغیرہ من الحدیث ما لم أجد أنکر مما ذکرتہ وأرجو أنہ ممن لا یترک حدیثہ ویحتمل فی روایاتہ فإنھا مقاربۃ (حوالہ بالا) وفی حاشیۃ مسند احمد: حدیث حسن.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم میں بھی کوئی آدمی گناہ کرتا ہے، اور وہ لوگ اس کو منع کرنے پر قادر ہوتے ہیں، مگر وہ مداہنت اختیار کرتے ہیں، اور نہی عن المنکر نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عام عذاب نازل فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قِيلَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى نَتْرُكُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قَبْلَكُمْ ,قَالُوا وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ :إِذَا ظَهَرَ الِادِّهَانُ فِي خِيَارِكُمْ ,وَالْفَاحِشَةُ فِي شِرَارِكُمْ ,وَتَحَوَّلَ الْفِقْهُ فِي صِغَارِكُمْ وَرَذَالِكُمْ (مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث۱۵۴۷، واللفظ لہٗ، ورقم الحديث ۳۳۶۸، شرح مشكل الآثار للطحاوی، رقم الحديث ۳۳۵۰، شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ۷۱۴۹، حلية الاولياء، ج۵ص۱۸۵)

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑ دیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں وہ اعمال ظاہر ہوجائیں گے، جو تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئے تھے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سے اعمال ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے اچھے لوگوں میں مداہنت ظاہر ہوجائے گی، اور شریر لوگوں میں بے حیائی اور برائی ظاہر ہوجائے گی، اور فقہ تم میں کے چھوٹے اور رذیل لوگوں میں منتقل ہوجائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللّٰهُ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۳۶۵۸، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۸۶۳۸، باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے کسی علم کے بارے میں سوال کیا گیا، پھر اس نے اس کو چھپالیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائیں گے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت انس بن مالک اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ

سے بھی مروی ہے۔ [۱]

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح ہدایت کو چھپانے کی قید لگائی ہے، جس سے اس طرف اشارہ ہوگیا کہ یہ وعید ان علوم اور مسائل کے چھپانے کے بارے میں ہے، جو قرآن وسنت میں واضح بیان کئے گئے ہیں، اور جن کے ظاہر کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔ رہے وہ باریک اور دقیق مسائل جو عوام کی سمجھ اور فہم سے بالاتر ہیں، ان کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے، اور وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ اسی طرح یہ وعید ان لوگوں کے حق میں ہے، جنہیں کسی مسئلے کا علم ہو، اور ضرورت پڑنے پر قدرت ہونے کے باوجود دوسروں پر ظاہر نہ کریں، کیونکہ چھپانا اسی وقت کہلاتا ہے، جب کہ علم ہو۔

---

[۱] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَنْ كَتَمَ عِلْمًا أَلْجَمَهُ اللَّهُ يَوْمَ القيامة بلجام من نار"(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٩٦،باسناد حسن)

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ(ابنِ ماجه، رقم الحديث ٢٦٤)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ، وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ مَا يَعْلَمُ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ٢٥٨٥)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نماز کے لئے مسجد جانے اور نماز کے انتظار کے فضائل

مساجد، اللہ کے گھر اور روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے سب سے پسندیدہ مقامات ہیں، ان کی طرف عبادت کے لئے چل کر جانا، ان میں نماز پڑھنا اور عبادت کرنا، اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا، بلکہ باہر رہتے ہوئے دل سے ان کی طرف متوجہ رہنا، یہ تمام کام انتہائی عظیم الشان اجر وثواب کا باعث ہیں۔

اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا(مسلم، رقم الحديث ٦٧١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو جگہوں میں سب سے محبوب و پسندیدہ جگہ مساجد ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو جگہوں میں سب سے مبغوض وناپسندیدہ جگہ بازار ہیں(ترجمہ ختم)

اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْبُلْدَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ وَأَيُّ الْبُلْدَانِ أَبْغَضُ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ جِبْرِيْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ جِبْرِيْلُ، أَنَّ أَحَبَّ الْبِقَاعِ إِلَى اللّٰهِ الْمَسَاجِدُ، وَأَبْغَضُ الْبِقَاعِ إِلَى اللّٰهِ الْأَسْوَاقُ(مسند البزار، رقم الحديث ٣٤٣٠) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول جگہوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب وپسندیدہ جگہ کون سی ہے؟ اور جگہوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے بغوض وناپسندیدہ جگہ کون سی

[1] وقال الهيثمي: ورجال أحمد، وأبي يعلى، والبزار رجال الصحيح خلا عبد الله بن محمد بن عقيل، وهو حسن الحديث، وفيه كلام(مجمع الزوائد ج٢ص٧٤)

ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں، میں اس بارے میں جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سے سوال کروں گا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل تشریف لائے، تو حضرت جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کو جگہوں میں سے سب سے محبوب وپسندیدہ جگہ مساجد ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو جگہوں میں سب سے مبغوض وناپسندیدہ جگہ بازار ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے ملتا جلتا مضمون دوسری سندوں سے بھی مروی ہے (ملاحظہ ہو: مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۱۴۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ (بخاری، رقم الحدیث ۶۶۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح کو مسجد کی طرف چلا، اور شام کو چلا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر صبح اور شام (جب بھی وہ مسجد کی طرف جاتا ہے) مہمان نوازی کا انتظام فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهٖ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ، فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ، وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۶۱۳۹) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے گھر میں وضو کیا، اور اچھی طرح وضو کیا، پھر وہ مسجد میں آیا، تو وہ اللہ تعالیٰ کا زائر ومہمان ہے، اور میزبان کا یہ حق ہے کہ وہ زائر ومہمان کا اکرام کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن رباح سے روایت ہے کہ:

أَنَّ كَعْبًا ، قَالَ : إِنِّيْ لَأَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ يَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : إِنَّ بُيُوْتِيْ فِي

---

[۱] قال المنذری: رواه الطبرانی فی الكبير بإسنادين أحدهما جيد وروى البيهقی نحوه موقوفا على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بإسناد صحيح (الترغيب والترهيب، الترغيب فی المشی إلى المساجد سيما فی الظلم وما جاء فی فضلها)

الْأَرْضِ الْمَسَاجِدُ ، وَإِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ ، وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ زَائِرَهُ ، ثُمَّ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فَوَجَدْتُ فِيهِ فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ إلى آخر الآية(الزهد لأبی داود، رقم الحديث ۶۵ ۴)

ترجمہ: حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے (جو کہ پہلے اہلِ کتاب تھے، اور بعد میں مسلمان ہوئے ، اور صحابیت کے شرف سے مستفید ہوئے) فرمایا کہ میں نے توراۃ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد پایا ہے کہ زمین میں میرے گھر مساجد ہیں، اور مسلمان جب وضو کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ مسجد میں آتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا زائر ومہمان ہے، اور میزبان کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے زائر ومہمان کا اکرام کرے، پھر میں نے قرآن مجید کو پڑھا، تو اس میں یہ پایا کہ ’’فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ‘‘ کہ گھروں (یعنی مساجد) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ ان کو (اللہ کے نام وعبادت سے) بلند کیا جائے، اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے، آخر آیت تک (ترجمہ ختم)

اس قسم کا مضمون اور سندوں سے اور بعض صحابۂ کرام سے بھی مروی ہے۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ مساجد میں عبادت کے لئے آنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی اجر وثواب اور مختلف انعامات واکرامات کے ذریعہ سے ضیافت فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ، إِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ لَهُ، كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۸۰۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان آدمی بھی مساجد کو نماز اور ذکر کے لئے وطن بناتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں، جیسا کہ غائب (یعنی بھاگے یا

---

[۱] (ملاحظہ ھو: المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۳۲۴ عن عبدالله بن مسعود، مصنف عبدالرزاق ”جامع معمر بن راشد“ رقم الحديث ۲۰۵۸۴، الزهد والرقائق، لابن المبارك، رقم الحديث ۱۶۱۱، عن عمرو بن ميمون الاودی، (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۳۵۷۵۸، عن عمر)

گم یا اغواء) شدہ شخص کے واپس آنے سے اس کے متعلقین خوش ہوتے ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ ":اَلْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ، وَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ كَانَ الْمَسَاجِدُ بُيُوتَهُ الرَّوْحَ، وَالرَّحْمَةَ، وَالْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۶۰۲۰) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے، اور جس آدمی کا گھر مساجد ہوں، اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی رضا مندی اور رحمت اور پل صراط پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقام (یعنی جنت) تک بآسانی گزرنے کی ضمانت دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

مساجد کو نماز اور ذکر کے لئے وطن اور گھر بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان کا اپنے وطن اور گھر سے خصوصی لگاؤ، کشش اور تعلق ہوتا ہے، اور وہ کسی بھی جگہ جانے کے بعد اپنے وطن اور گھر کی طرف واپس لوٹ کر آتا ہے، اسی طرح مساجد کے ساتھ اس طرح کا تعلق رکھنے والے مسلمان سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اور ایسے لوگ متقی کہلاتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا و رحمت حاصل ہونے اور پل صراط سے بآسانی گزر کر جنت حاصل ہونے کی ضمانت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا الْمَلَائِكَةُ جُلَسَاؤُهُمْ إِنْ غَابُوْا يَفْتَقِدُوْنَهُمْ وَإِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ وَإِنْ كَانُوْا فِيْ حَاجَةٍ أَعَانُوْهُمْ (مسند احمد حدیث نمبر ۹۴۲۴) ؎۲

؎۱ قال المنذری:رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط والبزار وقال إسناده حسن وهو كما قال رحمه الله تعالى وفی الباب أحاديث غير ما ذكرنا تأتی فی انتظار الصلاة إن شاء الله تعالى (الترغيب والترهيب، ج ۱ ص ۱۳۸)

وقال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الكبير والاوسط ، والبزار وقال إسناده حسن ، قلت ورجال البزار كلهم رجال الصحيح(مجمع الزوائد،باب لزوم المساجد)

؎۲ قال الهيثمی: رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَفِيهِ ابْنُ لَهِيعَةَ وَفِيهِ كَلَامٌ(مجمع الزوائد ،باب لزوم المساجد)

وقال الالبانی:قلت :وهذا إسناد حسن؛ فإن دراجاً مستقيم الحديث إلا ما كان عن أبی الهيثم؛ كما قال أبو داود، وتبعه الحافظ؛ وهو الذی اطمأنت إليه النفس وانشرح له الصدر أخيراً، كما كنت بينته تحت الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مسجدوں کے لئے میخیں (یعنی کیلیں) بن جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے ہم نشین فرشتے ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ مسجد سے غائب ہوجائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں، اور اگر یہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر ان کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو یہ فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور امام حاکم اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اس طرح روایت کیا ہے کہ:

إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا هُمْ أَوْتَادُهَا لَهُمْ جُلَسَاءُ مِنَ الْمَلائِكَةِ ، فَإِنْ غَابُوْا سَأَلُوْا عَنْهُمْ ، وَإِنْ كَانُوْا مَرْضٰى عَادُوْهُمْ ، وَإِنْ كَانُوْا فِيْ حَاجَةٍ أَعَانُوْهُمْ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۵۰۷،شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۲۶۹۲)

ترجمہ: مسجدوں کی کچھ کیلیں ہوتی ہیں (جو مسجد میں میخوں کی طرح جمی رہتی ہیں) وہ مساجد کی میخیں (یعنی کیلیں) ہیں، ایسے لوگوں کے ہم نشین فرشتے ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ مسجد سے غائب ہوجائیں تو فرشتے ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں، اور اگر یہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر ان کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو یہ فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

میخ اور کیل ہونے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سے میخ اور کیل ایک جگہ جمی رہتی ہے، اسی طرح مساجد کے ساتھ نماز وعبادت کے لئے جمنے اور چمٹے رہنے والوں کو مذکورہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ المتقدم 3350)) ، وابن حجيرة هو الأكبر، واسمه عبد الرحمن؛ وهو ثقة من رجال مسلم، وكأنه لما ذكرت أعله المنذرى بقوله 1/132))": رواه أحمد من رواية ابن لهيعة ."مشيراً إلى ما فيه من الضعف .وصرح بذلک الهيثمی فقال 2/22))": رواه أحمد، وفيه ابن لهيعة، وفيه كلام ."فلم يعلاه بـ (دراج) ، وما ذلک إلا لما تقدم .والله سبحانه وتعالى أعلم.وأما إعلالهما إياه بـ (ابن لهيعة) ؛ فقد سلكوا فيه الجادة، ولم يتنبهوا أنه من رواية قتيبة -وهو ابن سعيد المصرى -، وروايته عنه صحيحة كرواية العبادلة عنه؛ كما تقدم التنبيه على ذلک غير ما مرة .وله شاهد قوى من حديث عبد الله بن سلام قال ... :فذكره موقوفاً؛ ليس فيه رفعه، ولكنه فى حكمه؛ لأنه لا يقال بالرأى، وليس فيه ":جليس المسجد (السلسلة الصحيحة ، تحت رقم الحديث ۳۴۰۱)

وروى البيهقى من وجه آخر، فقال :

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الصَّنْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، رَفَعَ الْحَدِيثَ، قَالَ " :إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا جُلَسَاؤُهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَتَفَقَّدُونَهُمْ فَإِنْ كَانُوا فِي حَاجَةٍ أَعَانُوهُمْ، وَإِنْ مَرِضُوا عَادُوهُمْ، وَإِنْ غَابُوا افْتَقَدُوهُمْ، وَإِنْ حَضَرُوا قَالُوا :اذْكُرُوا اللهَ ذَكَرَكُمُ اللهُ "(شعب الايمان حديث نمبر ۲۶۹۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰہَ لَیُنَادِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ أَیْنَ جِیْرَانِیْ؟ أَیْنَ جِیْرَانِیْ ؟ قَالَ : فَتَقُوْلُ الْمَلاَئِکَۃُ رَبَّنَا وَمَنْ یَّنْبَغِیْ أَنْ یُّجَاوِرَکَ فَیَقُوْلُ أَیْنَ عُمَّارُ الْمَسَاجِدِ (مسند الحارث، رقم الحدیث ۱۲۲) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ اعلان فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میرے پڑوسی؟ کہاں ہیں میرے پڑوسی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! آپ کے پڑوسی بننے کا کس کو حق ہوسکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں مساجد کو خوب آباد کرنے والے (ترجمہ ختم)

مساجد کو خوب آباد کرنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جو مساجد سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں، اور ان میں کثرت سے عبادت کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا اپنا پڑوسی قرار دینا، بہت بڑی فضیلت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

صَلاۃُ الْجَمِیْعِ تَزِیْدُ عَلٰی صَلاَتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ، وَصَلاَتِہٖ فِیْ سُوْقِہٖ، خَمْسًا وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً، فَإِنَّ أَحَدَکُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ، وَأَتَی الْمَسْجِدَ، لاَ یُرِیْدُ إِلَّا الصَّلاۃَ، لَمْ یَخْطُ خَطْوَۃً إِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً، وَحَطَّ عَنْہُ خَطِیْئَۃً، حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، کَانَ فِیْ صَلاۃٍ مَا کَانَتْ تَحْبِسُہٗ، وَتُصَلِّیْ - یَعْنِیْ عَلَیْہِ الْمَلاَئِکَۃُ - مَا دَامَ فِیْ مَجْلِسِہِ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْہِ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ، مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْہِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۷، واللفظ لہٗ، مسلم، رقم الحدیث ۶۴۹)

ترجمہ: جماعت کی نماز اپنے گھر کی نماز پر، اور اپنے بازار (یعنی دوکان وغیرہ) کی نماز پر پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے، پس بے شک تم میں سے کوئی جب وضو کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، اور مسجد میں آتا ہے، جس کا ارادہ صرف نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک درجہ بلند فرماتے ہیں، اور اس کی ایک خطاء کو معاف

---

[۱] قال الالبانی: قلت: وھذا إسناد جید، رجالہ ثقات (السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی، تحت رقم الحدیث ۲۷۲۸)

فرماتے ہیں، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوجائے، اور جب مسجد میں داخل ہوجاتا ہے، تو وہ نماز میں ہوتا ہے، جب تک کہ وہ نماز کی وجہ سے (وہاں) رُکا رہے، اور جب تک کہ وہ اپنی نماز پڑھے جانے والی جگہ میں ہوتا ہے، اس کے لئے فرشتے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ اس کی مغفرت فرما، یا اللہ اس پر رحم فرما، جب تک کہ وہ وضو نہ توڑ دے (اس وقت تک فرشتوں کی اس دعا کا مستحق رہتا ہے) (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَ فِيْ مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ قُلْتُ مَا يُحْدِثُ قَالَ يَفْسُوْ أَوْ يَضْرِطُ (مسلم، رقم الحديث ۶۴۹، واللفظ لهٗ، سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۳۹۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ برابر نماز میں رہتا ہے، جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ (جہاں اس نے فرض یا سنت یا نفل نماز پڑھی) بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا رہے، اور فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما، یہاں تک کہ وہ لوٹ کر نہ چلا جائے، یا وضو نہ توڑ دے، میں نے عرض کیا کہ وضو کس طرح توڑے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر آواز کے ریح خارج کردے، یا آواز کے ساتھ ریح خارج کردے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَ فِيْ مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، تَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ " فَقُلْتُ: مَا يُحْدِثُ؟ فَقَالَ: كَذَا قُلْتُ لِأَبِيْ سَعِيْدٍ فَقَالَ" يَفْسُوْ أَوْ يَضْرِطُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۹۰۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ نماز میں ہوتا ہے، جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ (جہاں اس نے فرض یا سنت یا نفل نماز پڑھی) بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے،

فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما، یہ (نماز کے ثواب اور فرشتوں کی دعا کا) سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے، جب تک کہ وہ لوٹ کر نہ چلا جائے، یا وضو نہ توڑ دے، میں نے عرض کیا کہ وضو کس طرح توڑے گا؟ راوی نے بھی ابوسعید سے یہی سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بغیر آواز یا آواز کے ساتھ ریح خارج کردے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ باوضو ہونے کی حالت میں نماز کا انتظار کرنے کی صورت میں فرشتوں کی یہ دعا حاصل ہوتی ہے، لیکن اگر وہ ریح خارج کر کے وضو توڑ دے، تو پھر اگرچہ اسے مسجد میں ٹھہرنا و بیٹھنا تو جائز ہوتا ہے، لیکن وہ فرشتوں کی مذکورہ دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی مسجد میں باوضو بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہا ہو، اور اس کا وضو ٹوٹ جائے، تو اسے فرشتوں کی مذکورہ دعا حاصل کرنے کے لئے دوبارہ وضو کر لینا چاہئے (مرقاۃ المفاتیح، ج ۲ ص ۵۹۵، باب المساجد ومواضع الصلاۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَصَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَإِنْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَصَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۱۹، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب نماز سے (خواہ فرض نماز سے یا سنت نماز سے یا نفل نماز سے) فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ بیٹھتا ہے، تو اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں، اور فرشتوں کی دعا اس کے لئے یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما، اور اگر بندہ (ویسے ہی نماز سے پہلے) بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے، تو اس کے لئے بھی فرشتے دعا کرتے ہیں، اور فرشتوں کی دعا اس کے لئے ان الفاظ میں ہی ہوتی ہے کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما (ترجمہ ختم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَزِيْدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ ؟ " قَالُوْا :بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ " :إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلٰى هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا فَيُصَلِّيْ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِي الْمَجْلِسِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ الْأُخْرٰى، إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (مسنداحمد، رقم الحديث ۱۰۹۹۴ ،باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ اعمال نہ بتادوں کہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف اور نیکیوں کو زیادہ فرماتے ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول !ضرور بتائیے ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں اعضاء کو اچھی طرح دھونا، جب کہ یہ (سردی وغیرہ کی وجہ سے) ناگوار بھی گزر رہا ہو، اور مساجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، تم میں سے جو آدمی بھی اپنے گھر سے پاک صاف ہوکر نکلتا ہے، پھر مسلمانوں کے ساتھ (مسجد میں) نماز پڑھتا ہے، پھر وہیں (مسجد میں) بیٹھ کر دوسری (یعنی اگلی) نماز کا انتظار کرتا ہے، تو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما (ترجمہ ختم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوْ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (مسلم، رقم الحديث ۲۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ اعمال نہ بتادوں، جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف اور درجات کو بلند فرماتے ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! ضرور بتائیے ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں اعضاء کو اچھی طرح دھونا، جب کہ یہ (سردی وغیرہ کی وجہ سے) ناگوار بھی گزر رہا ہو، اور

مساجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہ اعمال سرحد ہیں (ترجمہ ختم)

سرحد ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ اعمال نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتے ہیں، اور وساوس کے اثرات قبول کرنے سے منع کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں شیطان کا گروہ مغلوب ہوجاتا ہے، جس طرح سے کہ سرحد کی وجہ سے دشمنوں کے حملوں سے حفاظت ہوتی ہے (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :مُنْتَظِرُ الصَّلَاةِ مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ، كَفَارِسٍ اشْتَدَّ بِهٖ فَرَسُهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلَى كَشْحِهٖ ، تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يَقُوْمُ ، وَهُوَ فِي الرِّبَاطِ الْأَكْبَرِ " (مسند احمد، رقم الحديث ۸۶۲۵،باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، ایسا ہے جیسا کہ وہ گھوڑ سوار کہ جس کا گھوڑا اللہ کے راستے میں اپنے پہلو کے بل لیٹ گیا ہو، اس شخص کے لئے اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں، جب تک کہ یہ وضو نہ توڑے، یا وہاں سے اٹھ کر نہ چلا جائے، اور وہ بڑی سرحد (یعنی بڑی حفاظت) میں ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ (مسند أحمد،رقم الحديث ۲۲۰۲۹،باسناد حسن)

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح سے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، کہ وہ (ریوڑ ونگران سے) الگ اور ایک طرف ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، تو تم فرقہ پرستی سے بچو، اور جماعت اور دوسرے لوگوں اور مسجد کو لازم پکڑو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں مسلمانوں کی جماعت اور مسجد کے لازم پکڑنے کو شیطان سے حفاظت کا ذریعہ قرار دیا گیا

Idara Ghufran

ہے، جس میں مسجد میں جانا اور مسجد میں نماز پڑھنا اور وہاں نماز کے انتظار میں ٹھہرنا سب داخل ہے، اور یہ مضمون اس سے پہلی حدیث کے مطابق ہے، جس میں مسجد کی طرف چلنے اور مسجد میں نماز کے انتظار کو سرحد اور بڑی سرحد کی حفاظت میں ہونے کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

حضرت بریدہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِى الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(سنن أبى داود، رقم الحديث ۵۶۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مساجد کی طرف اندھیرے میں چلنے والوں کے لئے قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری ہے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت عمر، حضرت سہل بن سعد، حضرت زید بن حارثہ، حضرت ابنِ عباس، حضرت ابنِ عمر، حضرت عائشہ اور، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللّٰهَ لَيُضِيْءُ لِلَّذِيْنَ يَتَخَلَّلُوْنَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِى الظُّلَمِ بِنُوْرٍ سَاطِعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۸۴۳،باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے جو اندھیرے میں مساجد کی طرف مشقت کے ساتھ چلتے تھے، قیامت کے دن بلند نور روشن فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ مَشٰى فِى اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ إِلَى الْمَسْجِدِ لَقِيَ اللّٰهَ بِنُوْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(مسند الشاميين، رقم الحديث ۳۴۸۸،باسناد حسن)

---

[1] ملاحظه هو:الترغيب فى فضائل الأعمال وثواب ذلك لابن شاهين ، رقم الحديث ۹۰،عن عمر بن الخطاب،مستدرك حاكم، رقم الحديث ۷۶۸، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۵۸۰۰،عن سهل بن سعد ،المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۴۶۶۲،عن زيد بن حارثه،المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۰۶۸۹ ،عن ابن عباس،المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۳۳۳۵ ، عن ابنِ عمر،المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۱۲۷۵ ، عن عائشة،مسند أبى يعلى ،رقم الحديث ۱۱۱۳ ، عن ابى سعيد.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اندھیری رات میں مسجد کی طرف چلا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن نور کے ساتھ ملاقات کرے گا (ترجمہ ختم)

اگرچہ خود مسجد میں نماز کے لئے جانے کے ہی عظیم الشان فضائل ہیں، لیکن اندھیرے میں کیونکہ مسجد کی طرف جانے میں کچھ وحشت اور دشواری پیش آتی ہے، اس لئے اس دشواری پر اضافی عظیم الشان فضیلت مرتب کی گئی ہے، جس کا مذکورہ احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ إِلَى الْمَسْجِدِ، كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَالْقَاعِدُ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ ، وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهٖ (مسنداحمد، رقم الحديث ۱۷۴۵۹ ،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے، تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا (نماز میں) قیام کرنے والے کی طرح ہے، جس کو نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹے (ترجمہ ختم)

حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :مَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ (سنن نسائی، رقم الحديث ۷۳۴، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۸۱۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں ہوتا ہے، اور نماز کا انتظار کرتا ہے، تو وہ نماز میں ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، فَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ ، وَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، فَجَاءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَادَ يَحْسِرُ ثِيَابُهٗ عَنْ

رُكُبَتَيْهِ، فَقَالَ " :أَبْشِرُوْا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِّنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ، يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ، يَقُوْلُ :هٰؤُلَاءِ عِبَادِيْ قَضَوْا فَرِيْضَةً، وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ أُخْرٰى (مسند احمد، رقم الحديث ۶۷۵۰،باسناد صحيح)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر بعض لوگ عبادت میں مشغول ہوگئے، اور بعض لوگ (مسجد سے) لوٹ کر چلے گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) تشریف لائے، اور (تیزی سے آنے کی وجہ سے) قریب تھا کہ آپ کے کپڑے آپ کے گھٹنوں سے ہٹ جائیں، پھر فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت! تم خوشخبری سنو، آپ کے رب تبارک وتعالیٰ نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے کو کھول دیا ہے، اور تمہاری وجہ سے فخر کے ساتھ فرشتوں سے فرمار ہے ہیں کہ یہ میرے (محبوب ومخصوص) بندے ہیں، جنہوں نے ایک (مغرب کی نماز کا) فرض ادا کرلیا ہے، اور دوسرے (عشاء کی نماز کے) فرض کے منتظر ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلّٰى، ثُمَّ قَالَ :قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوْا، أَمَا إِنَّكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا (بخارى، رقم الحديث ۵۷۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) عشاء کی نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرمادیا، پھر نماز پڑھائی، پھر (جماعت میں شامل لوگوں سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سوگئے ہیں، اور تم اس وقت تک نماز میں رہے، جب تک کہ تم نماز کا انتظار کرتے رہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا لَيْلَةً، حَتّٰى ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ، أَوْ بَلَغَ ذٰلِكَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ " :قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا، وَأَنْتُمْ تَنْتَظِرُوْنَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ، أَمَا إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا "(مسند احمد،رقم الحديث ۱۴۹۴۹،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات لشکر کو تیار فرمایا، یہاں تک کہ آدھی رات چلی گئی، یا آدھی رات ہوگئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، پھر فرمایا کہ (کچھ) لوگ نماز پڑھ کر لیٹ گئے ہیں، اور تم اس نماز کا انتظار کرتے رہے، یہ بات غور سے سن لو کہ جب تک کہ تم اس نماز کا انتظار کرتے رہے، برابر نماز میں رہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی، خواہ یہ انتظار مسجد میں پہنچ کر نماز شروع ہونے سے پہلے کیا جائے، یا ایک نماز سے فارغ ہو کر وہیں بیٹھ کر اگلی نماز کے انتظار کی صورت میں کیا جائے۔

لیکن بندوں کو چونکہ مختلف ضروریات وحاجات کی وجہ سے مسجد سے باہر بھی نکلنا اور ٹھہرنا پڑتا ہے، اس لئے جو شخص نماز پڑھ کر مسجد سے باہر چلا جائے، مگر اس کا دل مسجد ہی کی طرف اٹکا ہوا ہو، اس کے لئے بھی عظیم فضیلت ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ :اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ :إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفٰى حَتّٰى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ(بخاری، رقم الحديث ٦٦٠)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو جس نے اپنے رب کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کو جس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، چوتھے وہ دونوں آدمی جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے ہوں، اور اسی بنیاد پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جس کو کوئی منصب اور حسن والی عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور چھٹے اس آدمی کو جو صدقہ کرے، اور اتنا خفیہ صدقہ کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ

Idara Ghufran

اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور ساتویں اس آدمی کو جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" :سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ :إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عُبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۷۳۳۸،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کو کہ جس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، اس وقت سے جب سے مسجد سے نکلے، اس وقت تک جب تک مسجد کی طرف لوٹ کر نہ آجائے، چوتھے وہ دونوں آدمی جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے اور ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اور چھٹے اس آدمی کو کہ جس کو کوئی حسب والی اور خوبصورت عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور ساتویں اس آدمی کو کہ جو کوئی چیز صدقہ کرے، اور اس کو اتنا چھپائے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کے دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے (ترجمہ ختم)

پس مسجد کی طرف نماز وعبادت کے لئے چلنے والے اور وہاں جا کر عبادت کرنے اور نماز پڑھنے والے اور نماز کا انتظار کرنے والے عظیم ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

اور جو لوگ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل جائیں، مگر ان کی توجہ اور دھیان اگلی نماز کا وقت آنے تک مسجد

کی طرف رہے، وہ بھی عظیم ثواب کے مستحق ہوتے ہیں (معارف السنن ، ج۳ص ۲۴۲ ،باب ماجاء فی القعود فی المسجد و انتظار الصلاۃ من الفضل)

آخر میں عرض ہے کہ احادیث میں گھروں میں بھی مساجد بنانے کا حکم آیا ہے۔ ۱؎

اور خواتین کو گھروں کی مساجد میں ہی نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ۲؎

اور گھر کی مسجد سے مراد یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ متعین کی جائے، اور اس کو پاک اور صاف رکھا جائے، جہاں مرد حضرات نفل نماز پڑھا کریں، اور خواتین فرض اور غیر فرض نماز پڑھا کریں، اور اسی جگہ میں خواتین اعتکاف کیا کریں۔ ۳؎

اس لئے خواتین کو اپنے گھروں کی مذکورہ مساجد میں نماز پڑھنے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے اور اس جگہ کے ساتھ دل کے معلق اور اٹکا ہوا اور وابستہ ہونے پر مذکورہ فضائل حاصل ہونگے۔

۱؎ حَدَّثَنِی خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمُرَةَ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ :أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا فِي دِيَارِنَا، وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا(سنن أبی داود، رقم الحديث ۴۵۶)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ أَنْ تُبْنَى فِي الدُّورِ، وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۷۵۸)

۲؎ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ (مسند احمد، حديث نمبر ۲۶۵۴۲)

فی حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

۳؎ (ملاحظہ ہو:بدائع الصنائع ، كتاب الاستحسان،ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاةومايكره فيها ،مطلب فی احكام المسجد،و، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ،المبسوط للسرخسی ، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

مقالات ومضامین ادارہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی

گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم ہے، حسبِ سابق اس سال بھی ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم کیا گیا ہے، ادارہ غفران میں ہونے والی اجتماعی قربانی سے متعلق جو ہدایات وشرائط جاری کی گئی ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1) صرف صحیح العقیدہ مسلمان ہی قربانی میں شرکت فرمائیں (2) مالِ حلال سے حصہ ڈالنے کا اہتمام فرمائیں ورنہ سب کی قربانی ناقص ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا وبال شرکت کرنے والے پر ہوگا (3) شرکت کنندہ کی جانب سے ادارہ کی انتظامیہ جانور کی خرید اور مختلف انواع (وہڑے، کٹے، اونٹ کے نرومادہ) کی تعیین سے لے کر ذبح کرنے کرانے، گوشت بنوانے اور دیگر آنے والے اخراجات کرنے وغیرہ، آخری مراحل تک وکیل کی حیثیت سے مجاز ہوگی، پیشگی اجازت ہونی چاہئے تا کہ شرعی طریقہ پر قربانی صحیح ہوجائے (4) سری اور زبان بنانے کا انتظام نہیں ہوتا، بلکہ سری ضرورت مندوں کو فراہم کر دی جاتی ہے، اور اجتماعی قربانی کی کھالیں بطور صدقہ ادارہ غفران کے مصارف میں جمع ہوکر ثوابِ دارین کا باعث ہوجاتی ہیں، لہٰذا پہلے سے شرکاء کی طرف سے رضامندی ہونی چاہئے (5) پائے حصہ میں شامل کر کے گوشت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں (6) اجتماعی قربانی میں اسی سال کی ادا قربانی کی نیت سے شامل ہوا جاسکتا ہے (7) ادارہ کی طرف سے حصہ داران سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، البتہ قربانی کے عمل میں آنے والے معقول اخراجات قربانی کی قیمت کی مد سے منہا کئے جاتے ہیں، جس کے لئے انتظامیہ کو اجازت ہونی چاہئے (8) قربانی کے دن ادارہ سے رابطہ رکھا جائے اور بروقت اپنے حصہ کا گوشت حاصل کرلیا جائے، اس سلسلے میں کوتاہی کرنے سے انتظامیہ کو مشکلات اور بدنظمی کا سامنا ہوتا ہے، اور تاخیر ہونے پر گوشت کے خراب وضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے (9) جانور کے چارہ پانی اور دیگر تمام اخراجات بھی قربانی کی قیمت میں شامل ہوتے ہیں، اور ادارہ کی طرف سے سستے جانور خریدنے کی ممکنہ کوشش ہوتی ہے، تاہم مارکیٹ کے اعتبار سے قیمت میں اتار چڑھاؤ ایک واضح چیز ہے، اس لئے اجتماعی قربانی کے تمام جانور یکساں قیمت کے نہیں ہوتے (10) پہلے دن قربانی کے جانوروں کی تعداد مکمل ہونے پر دوسرے تیسرے دن قربانی ادا کی جاتی ہے، اس لئے پہلے دن باری نہ آنے پر تشویش نہیں ہونی

چاہئے۔ بلکہ دوسرے تیسرے دن گوشت وغیرہ بنانے میں زیادہ سہولت رہتی ہے(11) اپنی قربانی کے ذبح کے وقت موجود رہنا اور حسبِ حیثیت شرکت وتعاون کرنا شرعاً ایک پسندیدہ عمل ہے، تاہم ادارہ کی طرف سے قربانی کے وقت شریک کا موجود رہنا ضروری نہیں(12) حساب وکتاب اور اپنی باقی ماندہ رقم کے حصول کے لئے ادارہ کی طرف سے مقررہ وقت تک رابطہ کر کے حساب بے باق کر لینا چاہئے، تاکہ انتظامیہ کو دشواری کا سامنا نہ ہو، بصورتِ دیگر باقی ماندہ رقم ادارہ کے فنڈ میں جمع کر لی جائے گی۔

امسال ۱۴۳۲ھ کے لئے اجتماعی قربانی میں فی حصہ قیمت

عام حصہ: سات ہزار روپے(-/7000)۔ متوسط حصہ: پچھتّر سو روپے(-/7500)

مزید معلومات کے لئے

ادارہ غفران ٹرسٹ گلی نمبر 17 چاہ سلطان راولپنڈی فون نمبرز:- 051-5507270

0333-5365831، سے رجوع فرمائیں۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۴۰ ''تاریخی معلومات''﴾

□......ماہِ رمضان ۴۷۷ھ: میں حضرت ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عفیف بوشنجی ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۴۴۳)

□......ماہِ رمضان ۴۸۳ھ: میں حضرت ابو نصر عبدالعزیز بن محمد بن علی بن ابراہیم بن ثمامہ ہروی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۷)

□......ماہِ رمضان ۴۸۵ھ: میں حضرت ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن عبدالوارث بن علی شیرازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الحفاظ ج۱ ص۴۴۶)

□......ماہِ رمضان ۴۸۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم فضل بن ابی حرب احمد بن محمد بن عیسیٰ جرجانی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۴۱)

□......ماہِ رمضان ۴۸۹ھ: میں حضرت ابوالفضل عبدالملک بن ابراہیم ہمذانی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۳۲)

□......ماہِ رمضان ۴۹۰ھ: میں حضرت ابویعلیٰ احمد بن محمد بن حسن بن علی بن زکریا عبدی بصری مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۵۷)

□......ماہِ رمضان ۴۹۶ھ: میں حضرت ابوداؤد سلیمان بن ابوالقاسم نجاح مولیٰ مؤید باللہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۶۹)

مقالات ومضامین (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۲) مفتی محمد امجد حسین

ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری

آمدم برسرِ مطلب

فرعون فسادی تھا، اللہ کی زمین کو اس نے فساد وطغیان سے شر وشرارت سے بھر دیا تھا، انسانی آبادیوں میں جنگل کا قانون اس کے دم قدم سے جاری ونافذ تھا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ. الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ. فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ (سورۃ الفجر، آیات نمبر ۱۰ تا ۱۲)

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (تیرے رب نے کیا معاملہ کیا) یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں سرکشی اختیار کرلی تھی اور بہت فساد مچا رکھا تھا (حد سے نکل چکے تھے)۔

وہ بندہ تھا، اولادِ آدم میں کا ایک فردِ بشر تھا، ایک عام انسان تھا، لیکن تاج وتخت ہاتھ لگا تو دماغ پھر گیا، جس طرح ایک چوہے کو ہلدی کی گانٹھ ہاتھ لگی، تو پنساری بن بیٹھا، چنانچہ بندہ ہونے کا تقاضہ تھا کہ بندگی وعبودیت کے آداب بجالاتا، اور بادشاہ ہونے کا تقاضا تھا کہ اپنے آپ کو اللہ کا نائب وخلیفہ سمجھ کر اللہ کے احکام اللہ کے بندوں پر نافذ کرتا اور خود بھی اللہ کے احکام کی بجا آوری کرتا، اللہ نے اپنے احکام سے واقف کرانے کیلئے اس کے پاس ایک نہیں دو نبی بھیجے، اور ساتھ ایک کامل ومکمل روشن کتاب بھیجی، جس میں حاکم ومحکوم بادشاہ ورعایا سب کے لئے دستور وقانون موجود تھا، سلطنت کے نظام وانتظام کا پورا دستور العمل تحریر شدہ تھا، طرز حکمرانی کا پورا آئین موجود تھا (یہ کتاب اگرچہ فرعون کی غرقابی کے بعد اتری لیکن وہ اگر ایمان لے آتا نبوت کے آگے سر جھکا دیتا تو نہ ڈوبتا، نہ اس صحیفہ آسمانی کی ہدایت سے محروم رہتا، نہ سلطنت ہاتھ سے جاتی) لیکن اس نے ربوبیت ومعبودیت کے خواب دیکھنے شروع کئے، اپنے آپ کو رب اور معبود کہلانے لگا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (سورۃ النازعات، آیت نمبر ۲۴)

اور

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ (سورۃ الشعراء، آیت نمبر ۲۹)

کی لاف زنیاں اور شیخیاں مارتا رہا، لوگوں سے اپنی پرستش و بندگی کراتا رہا، یہ اس کا بڑا فساد تھا، اس نے معصوم بچوں کو ذبح کروایا، بنی اسرائیل کی نسل کشی کی، یہ بھی کوئی چھوٹا جرم نہیں تھا بڑا فساد تھا، قوم میں اور رعایا میں طبقاتی تفاوت پیدا کیا، ایک طرف ایک شاہی اشرافیہ اور بیوروکریسی کو پروان چڑھایا، اور دوسری طرف مخالف قوم کو اپنی رعایا میں سے ڈھور ڈنگروں کی سطح پر لا کھڑا کیا یہ بھی بڑا فساد تھا، اس نے دین حق کا مقابلہ کیا، پورے ملک کے جادوگروں [1]

کو وقت کے نبی (کی دعوت اور پکار کو دبانے کے لئے) مقابلے میں لا کھڑا کیا، نبی کی اس نے توہین کی اور گستاخیاں کیں، نبی سے اس نے عہد معاہدے کر کر کے توڑے (جیسا کہ سورہ اعراف کے آیت ۱۲۹ تا ۱۴۱ میں ان بدعہدیوں کا پسِ منظر مفصل مذکور ہے) یہ سب فساد کے مظاہر تھے، جن کا فرعون اپنے پورے عرصہ حکومت میں بار بار مرتکب ہوتا رہا، کیونکہ ایک بادشاہ ہونے کے اعتبار سے ایک مستحکم، ترقی یافتہ اور وسیع سلطنت کے تاجدار ہونے کے اعتبار سے اور پھر ایک انسان ہونے کے اعتبار سے ان مذکورہ فرعونی کرتوتوں میں سے کوئی بھی کام اس کے منصب کے یا اس کے انسانی شرف کے مناسب نہ تھا۔ یہ انسانی حدود اور حد اعتدال سے بھی متجاوز کام تھے، اور بادشاہی کی حدود و مقتضیات اور فرائض منصبی سے بھی متجاوز اعمال و اطوار تھے، اس لئے سب فساد کے زمرے میں آتے ہیں۔

ایک بادشاہ کو کیسا ہونا چاہئے، ایک تاجدار سلطنت کے لئے مقررہ حدود، فرائض منصبی اور حد اعتدال کیا ہے؟ ایک سٹیٹ کا نظام سلطنت کیا ہونا چاہیے ایک حکومت کا آئین و دستور اور انداز حکمرانی کیا ہونا چاہیے؟ اسلام کے پاس تو خیر اس کا منظم نیٹ ورک ہے، ایک تفصیلی نظام ہے، خلافتِ راشدہ کا تیس سالہ دور ہے، خلفاء راشدین کا انداز جہانبانی ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز کا طرزِ حکمرانی ہے، بعد کی صدیوں میں سلطان التمش، سلطان اورنگزیب عالمگیر علیہم الرحمہ کی زندگیاں ہیں، اور بے شمار مسلمان حکمرانوں کے نمونے ہیں، احادیث میں، کتبِ شریعت، کتبِ فقہ میں اس کے تمام حدود و قیود اور خدوخال اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ موجود ہیں، لیکن قرآن مجید کی بات چل رہی ہے، قرآن مجید نے اس باب میں ''ذو القرنین'' کا نمونہ پیش کیا ہے، جو ایک موحد، نیک خصلت، پاکیزہ فطرت بادشاہ تھے، اور اپنے وقت کے روئے زمین کے بڑے بادشاہوں میں سے تھے، سورہ کہف میں اس خدا پرست بادشاہ کی عالمگیر تسخیرات

---

[1] جادو کا فن اور اس کے مظاہر و کرشمے اس عہدِ عتیق، عہدِ فراعنہ خصوصاً سرزمینِ مصر، وادی نیل کی سب سے بڑی سائنس اور سب سے بڑی ٹیکنالوجی تھی، جس میں مہارت اور کمال عہدِ قدیم کے جاہلی اور خدا بیگانہ معاشروں میں انسانی ترقی کا آخری درجہ تھا۔

وفتوحات کا اجمالی اور اصولی حال مذکور ہے، وہ ملاحظہ کیا جائے، کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے خلیفہ کی کیا شان ہوتی ہے، کیا ذہنیت اور مزاج ہوتا ہے، کیا اندازِ گفتگو ہوتا ہے، اور رعایا کے ساتھ کیا طرز وطریقہ اس کا ہوتا ہے؟ گویا وہ اس شعر کا پورا پورا نمونہ ہے۔ ؎

چوں فقر درلباس شاہی آمد زتدبیر عبیداللّٰھی آمد

اسی طرح قرآن نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی سلطنت وحکومت کا نقشہ کھینچا ہے، جو نبی بھی تھے، بادشاہ بھی تھے، نیز حضرت یوسف علیہ السلام کی وزارت اور انتظام سلطنت کا نمونہ پیش کیا ہے۔ ان بزرگوں کی سیرت پر مشتمل قرآن کی آیات بینات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حکومت وسلطنت محض دنیاداری اور جہانبانی کا ایک عمل نہیں، فرعون ونمرود جیسے جابر وقاہر اور کافر ونافرمان بادشاہوں نے سلطنت اور حکمرانی کا کتنا غلط اور خدا بیگانہ تصور انسانوں کے سامنے پیش کیا ہو، لیکن یہ بہر حال عبودیت ہی کا ایک شعبہ ہے، دین ہی کا ایک جزء ہے، خدا کی قربت پانے کا یہ بھی ایک اہم راستہ ہے، اور انسان کی خلافت ارضی کے مظاہرے کا چوٹی کا مظہر ہے۔ حکومت وسلطنت کے اس منصب پر جب خدا آشنا لوگ فائز ہوں، تو اللہ کے نبی نے دنیا میں ان کی یہ شان بتلائی ہے:

السُّلْطَانُ ظِلُّ اللهِ فِي الْأَرْضِ، فَمَنْ أَكْرَمَهُ أَكْرَمَهُ اللهُ، وَمَنْ أَهَانَهُ أَهَانَهُ اللهُ

(شعب الایمان، رقم الحدیث ۶۹۸۷)

بادشاہ روئے زمین پر خدا کا سایہ ہے، پس جو بادشاہ کا اکرام کرے گا، اللہ اُس کا اکرام کرے گا، اور جو بادشاہ کی اہانت کرے گا، اللہ اُس کی اہانت کرے گا۔

اور آخرت میں ان کا مرتبہ یوں بیان فرمایا کہ انصاف پرور اور مصلح بادشاہ ان چند انسانی طبقات میں سے ہے، جن کو قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی، یعنی قیامت کے دن جب سب اپنے اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، اور سورج نے زمین کو جلتے توے سے بدل دیا ہوگا، اس دن یہ خصوصی اعزاز واکرام کے حامل لوگ ہوں گے، جن کو اللہ کے دربار سے شاہی پروٹوکول ملے گا، یہ اس دن کے وی آئی پی لوگ ہوں گے۔ آج کی معاصر دنیا کے عالمگیر فساد اور نوع بہ نوع بحرانوں کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ مشرق ومغرب کی سلطنتیں اور ریاستیں فرعونیت کے منشور پر استوار ہیں۔

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (سورۃ قصص، آیت نمبر ۴)

کا نمونہ پیش کررہی ہیں، اس سے کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فساد کی حقیقت کیا ہے، اور دہشت گردی

وعسکریت پسندی کی جو گردان آج ساری دنیا (خصوصاً میڈیا، روشن خیال وجدت پسند طبقات اور ممی ڈیڈی قسم کی ہستیاں) رٹے رٹائے طوطے کی طرح سنا رہی ہیں، اس کے اصل سوتے کہاں سے پھوٹ رہے ہیں۔

داؤد وسلیمان اور ذوالقرنین کے منشور اور طرزِ حکمرانی کو دنیا بھلا چکی ہے، کیا یورپ اور مغرب کے صلیبی حکمرانوں کے لئے جنہوں نے دین وسیاست کو الگ کر رکھا ہے، خود ان کے اسرائیلی انبیاء داؤد وسلیمان کی زندگیاں اور طرزِ حکمرانی اپنے اندر کوئی کشش اور سبق نہیں رکھتیں، اور کیا ستاون مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کے لئے خلفاء راشدین کے طرز حکمرانی میں کوئی نمونہ نہیں؟ جو کفار کے فرعونی دستور ومنشور کو اپنا دین وایمان اور اپنا قبلہ وکعبہ بنا چکے ہیں۔

ہوئی دین ودولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری

دوئی ملک ودیں کے لئے نامرادی
دوئی چشم تہذیب کی نابصیری

یہ اعجاز ہے ایک صحرانشیں کا
بشیری ہے آئینہ دار نذیری

اس میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی واردشیری

(بالِ جبریل نظم دین وسیاست)

مقالات و مضامین

مفتی منظور احمد

قمار اور جوئے پر مشتمل کاروبار (قسط۳)

حضرت سعید بن جبیر جلیل القدر تابعی ہیں وہ جب نرد وشطرنج کھیلنے والوں کے پاس سے گذرتے تو انہیں سلام نہیں کیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت اسلم منقری نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر جب نرد کھیلنے والوں کے پاس سے گذرتے تو انہیں سلام نہیں کیا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبۃ، ج۶ ،۱۹۴، دار الفکر، بیروت)

حضرت زیاد بن حدیر ایک بزرگ ہیں ان کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو نرد کھیل رہے تھے، ان بزرگوں کو علم نہ تھا چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو سلام کیا پھر جب پتہ چلا تو واپس آکر کہا کہ میرا سلام واپس کردو (حوالہ بالا)

جمہور فقہاء کی رائے میں ایسے فاسق لوگ جو علی الاعلان فسق کرتے ہیں ان کو فسق میں مشغول ہونے کی حالت میں سلام کرنا مکروہ ہے جیسے جوا کھیلنے والے (بدائع الصنائع، ج۵،ص۱۲۷)

حضرت عطاء، مجاہد اور طاؤس نے بچوں کے اخروٹ کھیلنے کو بھی جوا قرار دیا ہے، اور اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین ایک مرتبہ عید کے دن بچوں کے پاس سے گذرے جو مقام مربد میں اخروٹ کھیل رہے تھے تو آپ نے فرمایا بچو! یہ کھیل مت کھیلو کیونکہ یہ قمار اور جوا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے قیام مکہ کے دوران فارس نے روم پر حملہ کیا، اس جنگ میں مشرکین مکہ کی یہ خواہش تھی کہ فارس غالب آجائیں کیونکہ وہ بھی شرک اور بت پرستی میں اس کے شریک تھے، اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ روم غالب آئے کیونکہ وہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے دین و مذہب کے اعتبار سے اسلام سے قریب تھے، مگر فارس روم پر غالب آگئے، جس پر مشرکین نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم جس کو چاہتے تھے وہ ہار گیا، اسی طرح تمہیں بھی ہمارے مقابلے میں شکست ہوگی، اس پر سورہ روم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن میں بشارت دی گئی کہ چند سال میں روم پھر فارس پر غالب آجائیں گے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیات سنیں تو کفار و مشرکین کے مجامع و بازاروں میں جا کر یہ اعلان کیا کہ چند سالوں میں روم فارس پر غالب آجائیں گے اس لئے تم خوش نہ ہو، مشرکین میں سے ابی بن خلف نے مقابلہ کیا اور کہا تم جھوٹ بولتے ہو، حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو میں

اس واقع پر شرط لگانے کیلئے تیار ہوں کہ اگر تین سال کے اندر روم غالب نہ آئے تو میں تمہیں دس اونٹنیاں دونگا، اور اگر غالب آ گئے تو تمہیں دس اونٹنیاں دینی پڑیں گی (یہ قمار کا معاملہ تھا مگر اس وقت قمار حرام نہیں تھا) یہ کہ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعے کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو تین سال کی مدت متعین نہیں کی تھی، کیونکہ قرآن میں اس کے لئے لفظ ''بضع سنین'' مذکور ہے، جس کا اطلاق تین سے نو سال تک ہوسکتا ہے، تم جاؤ اور جس سے یہ معاملہ ہوا ہے اس سے کہہ دو کہ میں دس کے بجائے سو اونٹنیوں کی شرط لگاتا ہوں مگر مدت تین سال کے بجائے نو سال اور بعض روایات کی رو سے سات سال مقرر کرتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور ابی بن خلف نئے معاہدے پر راضی ہو گیا، اور پورے سات سال ہونے پر غزوۂ بدر کے وقت روم فارس پر غالب آ گئے، اس وقت ابی بن خلف مر چکا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے وارثوں سے اپنی شرط کے مطابق سو اونٹنیوں کا مطالبہ کیا انہوں نے اونٹنیاں دیدیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ سب لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ان اونٹنیوں کو صدقہ کر دو۔

یہ دوطرفہ لین دین اور ہار جیت کی شرط جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف کے ساتھ ٹھہرائی تھی یہ بھی ایک قسم کا جوا اور قمار ہی تھا، مگر یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے، جب جوا اور قمار حرام نہیں ہوا تھا، اس لئے یہ مال جو حضور اقدس ﷺ کے پاس لایا گیا تھا کوئی مال حرام نہیں تھا، لیکن اس کے باوجود اس کو صدقہ کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ آپ ﷺ کو جوے اور قمار کے ذریعے مال کمانے کا طریقہ اس وقت بھی پسند نہ تھا، چنانچہ بعض روایات میں اسے ''سحت'' بمعنی ناپسند اور مکروہ قرار دیا گیا ہے (معارف القرآن، ج۶ص۷۳۱، ادارۃ المعارف، کراچی)

اس واقعہ سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قمار اور جوے اور اس کے ذریعے مال کمانا حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک کتنا قبیح اور برا فعل ہے، جسے حرمت سے پہلے بھی پسند نہیں کیا، جیسے شراب کو حرمت سے پہلے پسند نہیں فرمایا۔ علامہ ابن تیمیہ کے مطابق قمار اور جوے کی خرابی اور فساد سود سے بڑھ کر ہے، کیونکہ سود میں صرف ایک خرابی ہے، وہ یہ کہ اس کے ذریعے ناجائز اور حرام طریقے سے مال حاصل کیا جاتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منع فرمایا ہے:

لا تأکلو أموالکم بینکم بالباطل (سورۃ النساء، آیت ۲۹)

تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

جبکہ جوئے کے اندر یہ خرابی بھی ہے کہ اس میں حرام طریقے سے مال کمایا جاتا ہے اور ایک خرابی یہ بھی ہے کہ یہ حرام کھیل بھی ہے، کیونکہ یہ نماز اور ذکر اللہ سے روکتا ہے اور آپس میں بغض وعداوت کا سبب بھی بنتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اور واقعات بھی اس کے شاہد ہیں یہی وجہ ہے کہ میسر اور قمار کو سود سے پہلے حرام قرار دیا گیا (مجموعۃ فتاویٰ ابن تیمیہ، باب الولیمۃ، ج ۳۲، ص ۲۳۷، دار الوفاء)

قمار اور جوا چونکہ حرام ہے اس لئے اس سے حاصل شدہ کمائی اور آمدنی بھی حرام ہے، جسے مالک ہونے کی صورت میں مالک کو واپس لوٹانا اور مالک نہ ہونے کی صورت میں بغیر نیت ثواب کے صدقہ کرنا ضروری ہے (منحۃ الخالق علی البحر الرائق، ج ۲ ص ۲۲۱)

جمہور فقہاء کی رائے میں نرد۔ شطرنج وغیرہ جو محض جوئے یا لہو ونا جائز کھیلوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں اس کی تجارت اور خرید وفروخت ناجائز ہے اور ان سے بچنا ضروری ہے (بدائع الصنائع، ج ۵ ص ۱۴۴)

جوا اور قمار چونکہ ایک ایسا گناہ ہے جس میں شرعاً کوئی سزا اور حد مقرر نہیں بلکہ اس کا معاملہ حاکم کی رائے پر موقوف ہے، حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جوے پر پابندی لگائے اور لوگوں کو جوے سے روکنے کیلئے اقدام کرے، اور اگر کوئی جوا کھیلتے ہوئے پکڑا جائے اسے جو سزا مناسب سمجھے وہ دے، کیونکہ جس گناہ کے اندر حد یا کفارہ نہ ہو اس میں تعزیری سزا کا اختیار حکومت کو ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں قمار پر مشتمل کاروبار اور تجارت کثرت سے رائج ہے، بینک اور مالیاتی ادارے نت نئی اسکیمیں اور دستاویزات نکالتی ہیں جو قمار پر مشتمل ہوتی ہیں، انشورنس اور دیگر کمپنیاں آئے روز ایسے ایسے طریقے متعارف کروا رہی ہیں جو سراسر قمار پر مبنی ہوتے ہیں، ایسی ایسی لاٹریاں اور قرعہ اندازیاں نکالی جارہی ہیں جو قمار کے گند سے بھری ہوتی ہیں، اور یہ کام علاقائی سطح پر اور چھوٹے کاروبار سے لیکر عالمی اور انٹرنیشنل کاروبار تک میں برابر جاری ہے، گویا قمار تجارت کا ایک لازمی اور اہم جزء بن چکا ہے، جبکہ دوسری طرف جوا کھیلنا اور اس ذریعے منٹوں میں مال اکٹھا کر لینا بھی اتنا عام ہے کہ کھیلوں میں ہار جیت، حکومتوں ختم ہونے یا نہ ہونے میں اور دیگر اہم واقعات پر بھی جوا کھیلے جانے لگا ہے، جس معاشرے میں اتنا بڑا گناہ اتنا عام ہو جائے اس میں معیشت کی تنگی، بے روزگاری اور مہنگائی جیسے طوفان ہی آتے ہیں، خوشحالی تو کجا اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا معیشت وتجارت میں برکت اور ترقی کے لئے لازم ہے کہ قمار اور جوے جیسے ناسور سے بچا جائے۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (قسط۱۰)

(چند شبہات کا ازالہ)

بندہ کے مجمع میں ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں میں ذکر فرمانا

حضرت ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَأَنَا مَعَہٗ إِذَا ذَکَرَنِیْ، فَإِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَإِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَإٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَإٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۷۴۰۵، مسلم، رقم الحدیث ۲۶۷۵، مسند احمد، رقم الحدیث ۷۴۲۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے میرے ساتھ گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، پس اگر وہ میرا ذکر اپنے آپ میں کرتا ہے، تو میں اس کا ذکر اپنے آپ میں کرتا ہوں، اور اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے، تو میں اس کا ذکر ان لوگوں سے بہتر جماعت (یعنی فرشتوں) میں کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

مروجہ اجتماعی ذکر کی مجالس کے بعض مدعی حضرات نے اس حدیث سے اپنے یہاں رائج اجتماعی ذکر پر استدلال کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس حدیث سے مجمع میں اللہ کا ذکر کرنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

مگر ان حضرات کا یہ استدلال اس لئے محلِ نظر ہے کہ اولاً تو ذکر کے عام مفہوم میں دعا، حمد وثناء، قرائتِ قرآن اور وعظ ونصیحت، تسبیح وتہلیل سب داخل ہیں۔

چنانچہ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(یہ جواب مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے)

شیخ ابوبکر رازی نے لکھا ہے ذکر کی دو قسمیں ہیں، ایک ذکرِ قلبی یعنی دل سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی طرف دھیان کرنا، اور اس کے دلائلِ قدرت اور آیاتِ تکوینہ وتنزیہہ میں غور وفکر

کرنا، دوسرا ذکرِ لسانی یا قولی، اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، اس کی حمد وثناء، قرائتِ قرآن اور دوسروں کو وعظ ونصیحت اور اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلانا، عمومِ لغت کے اعتبار سے سب داخل ہیں، ہاں عرفاً کبھی کبھی صرف تسبیح وتہلیل وغیرہ ان اذکار پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، جو محض مدح وثناء پر مشتمل ہیں، اس لئے محدثین صیغۃ الصلاۃ میں اذکار اور ادعیہ کے لئے الگ الگ ابواب رکھتے ہیں (امداد المفتین صفحہ ۲۵۰، محررہ۔ ۵رشعبان ۱۳۶۴ھ بمقام دیو بند، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی)

معلوم ہوا کہ ذکر کے عام مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی خاموشی کے ساتھ یا مجمع سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرے، اور اس کی قدرت وتوحید وغیرہ کے دلائل میں غور وفکر کرے، اور اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مطالعہ کرے۔

اور اس کے مقابلہ میں مجمع میں انہی چیزوں کا وعظ وتبلیغ کرے، جیسا کہ دینی مدارس کے اساتذہ وطلبۂ کرام دینی کتب کا ایک وقت میں تنہائی میں مطالعہ اور دوسرے وقت میں مجمع میں تدریس یا تکرار کرتے ہیں۔

اور مجمع میں کسی ایک کا قرآن مجید تلاوت کرنا اور باقی کا سننا بھی وعظ وتبلیغ میں داخل اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔

چنانچہ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

''لیکن نصوص پر نظر کرنے نیز بعض علماء کے اقوال میں غور کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے (واللہ اعلم بالصواب) کہ شارع کے نزدیک ان اذکار وادعیہ میں اصل اخفاء ہے، خواہ وہ خفضِ صوت سے حاصل ہو یا تخلیہ اختیار کرنے سے، جیسا نصوصِ مذکورہ فی السوال۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اور خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ سے واضح ہے اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ کے بھی ایک معنیٰ یہ ہو سکتے ہیں یعنی مجمع سے علیٰحدہ ہو کر تنہائی میں ذکر کرنا، جیسا کہ حدیثِ صحیح وان ذکرنی فی ملاء کے مقابلہ میں رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے، بلکہ بعض احادیث میں وان ذکرنی فی نفسی کے بجائے ان ذکرنی خالیاً کے ہی الفاظ آتے ہیں، رہا آیت دون الجھر من القول سے مقصود بظاہر جہرِ مفرط کی نفی کرنا ہے''...... ''بندہ جب میرا ذکر اپنے نفس میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ملائکہ کی ایک جماعت میں کرتا ہوں''

﴿بقیہ صفحہ ۶۱ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بسلسلہ : تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ رمضان: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ رمضان ۴۵۶ھ: میں حضرت ابوالولید حسن بن محمد بن عبدالرحمٰن بلخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۳۶)

☐......ماہِ رمضان ۴۵۶ھ: میں حضرت ابوالولید حسن بن محمد بن علی بلخی دربندی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۹۸)

☐......ماہِ رمضان ۴۶۲ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن منصور بن خلف بن حمود مغربی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۹۴)

☐......ماہِ رمضان ۴۶۳ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن ابی الہیثم عبدالصمد بن ابوعبداللہ مروزی ترابی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۵۲)

☐......ماہِ رمضان ۴۶۸ھ: میں حضرت ابوالفرج علی بن محمد بن علی بن محمد بن عبدالحمید بجلی جریری ہمذانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۰۱)

☐......ماہِ رمضان ۴۶۸ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن حسین بن جدا عکبری عابد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۹۲)

☐......ماہِ رمضان ۴۷۰ھ: میں حضرت ابوصالح احمد بن عبدالملک بن علی بن احمد بن عبدالصمد بن بکر نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۲۱، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۲۳۷، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۳۷)

☐......ماہِ رمضان ۴۷۱ھ: میں حضرت ابوالخیر محمد بن ابی عمران موسیٰ بن عبداللہ مروزی صفار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۸۴)

☐......ماہِ رمضان ۴۷۲ھ: میں حضرت ابومنصور محمد بن محمد بن احمد بن حسین بن عبدالعزیز عکبری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۹۳)

☐......ماہِ رمضان ۴۷۴ھ: میں حضرت ابوالقاسم علی بن احمد بن محمد بن علی بن بسری بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۰۳)

﴿بقیہ صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت مفتی محمد رضوان

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط ۱)

رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور نیک سلوک اور صلہ رحمی میں سب سے بڑا درجہ والدین کا ہے۔

بلکہ والدین کے حق میں کئی ایسی چیزیں بھی گناہ میں داخل ہیں، جو دوسرے رشتہ داروں کے حق میں گناہ نہیں، جس کو احادیث میں ''عقوق'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ دوسرے سے قرابت اور رشتہ داری کا حق، والدین کے حق کے تابع ہے، اور وہ والدین کے واسطہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں والدین کے حق کو اپنے حق کے بعد بیان فرمایا ہے۔ [1]

والدین کے ساتھ احسان و نیک سلوک کرنے کی اہمیت و تاکید کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر اس کا ذکر و حکم بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لاَ تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِیمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّکَاةَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ إِلَّا قَلِیلًا مِّنْکُمْ وَأَنْتُم مُّعْرِضُوْنَ (سورۃ بقرہ آیت ۸۳)

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے احسان کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ دینا پھر تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور تم نے منہ موڑ

---

[1] (قَوْلُهُ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَاجِبَةٌ) نَقَلَ الْقُرْطُبِیُّ فِی تَفْسِیرِهِ اتِّفَاقَ الْأُمَّةِ عَلَی وُجُوبِ صِلَتِهَا وَحُرْمَةِ قَطْعِهَا لِلْأَدِلَّةِ الْقَطْعِیَّةِ مِنْ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ عَلَی ذَلِکَ قَالَ فِی تَبْیِینِ الْمَحَارِمِ :وَاخْتَلَفُوا فِی الرَّحِمِ الَّتِی یَجِبُ صِلَتُهَا قَالَ قَوْمٌ :هِیَ قَرَابَةُ کُلِّ ذِی رَحِمٍ مَحْرَمٍ وَقَالَ آخَرُونَ .کُلُّ قَرِیبٍ مَحْرَمًا کَانَ أَوْ غَیْرَهُ اهـ وَالثَّانِی ظَاهِرُ إطْلَاقِ الْمَتْنِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِی شَرْحِ مُسْلِمٍ :وَهُوَ الصَّوَابُ وَاسْتَدَلَّ عَلَیْهِ بِالْأَحَادِیثِ .نَعَمْ تَتَفَاوَتُ دَرَجَاتُهَا فَفِی الْوَالِدَیْنِ أَشَدُّ مِنْ الْمَحَارِمِ، وَفِیهِمْ أَشَدُّ مِنْ بَقِیَّةِ الْأَرْحَامِ وَفِی الْأَحَادِیثِ إشَارَةٌ إلَی ذَلِکَ کَمَا بَیَّنَهُ فِی تَبْیِینِ الْمَحَارِمِ(رد المحتار علی الدر المختار، کِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ،فَصْلٌ فِی الْبَیْعِ)

لیا(ترجمہ ختم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے شرک نہ کرنے کے ساتھ ساتھ والدین سے احسان کرنے کے عہد لینے کا ذکر فرمایا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ احسان کا بہت بڑا درجہ ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے توحید کے حکم کے ساتھ اس کا حکم بیان فرمایا ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توحید اور والدین کے ساتھ احسان کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، جو پہلی امتوں پر بھی عائد تھا۔

والدین کے ساتھ احسان، جس کو نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا اور ''برالوالدین'' بھی کہا جاتا ہے، اس سے مراد دو چیزیں ہیں، ایک تو والدین کے ساتھ برا سلوک نہ کرنا، اور ان کو تکلیف نہ پہنچانا، جس کو ''ترکِ عقوق'' کہا جاتا ہے۔

اور دوسرے ان کی حتی الامکان اطاعت و خدمت کرنا (کذا فی عمدۃ القاری، ج۵ص۱۴، کتاب مواقیت الصلاۃ)

اور سورۂ نساء میں ارشاد ہے کہ:

وَاعْبُدُوْااللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًاوَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (سورہ نساء آیت ۳۶)

ترجمہ: اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں (سے) اور نزدیکی ہمسائے اور اجنبی پڑوسی اور ہم مجلس اور مسافر (سے) اور جن (غلام و باندیوں وغیرہ) کے تم مالک ہو چکے ہو (ان سے حسنِ سلوک کیا کرو) بے شک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبّر کرنے والا، فخر کرنے والا (خود بین) ہو (ترجمہ ختم)

اس آیت میں بھی والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا گیا ہے، جس سے مراد حسنِ سلوک ہے (کذا فی تفسیر الجلالین، تحت آیت ۳۶ من سورۃ النساء)

اورسورۂ انعام میں ارشاد ہے کہ:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ. نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ تم آؤ میں سنادوں جو حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو، اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو مفلسی (کے ڈر) کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم ہی تم کو رزق دیتے ہیں، اور ان کو بھی (ترجمہ ختم)

اس آیت میں بھی والدین کے ساتھ احسان کا حکم فرمایا گیا ہے۔

اور سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۳تا ۲۵)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اگر آپ کے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو آپ ان دونوں کو ''اُف'' (بھی) نہ کہنا، اور ان دونوں کو نہ جھڑکنا، اور ان دونوں کے لئے انتہائی نرم (اور ادب والی) بات کہنا، اور ان دونوں کے لئے شفقت سے عاجزی کے بازوں جھکا کر رکھنا، اور آپ یہ کہئے کہ اے میرے رب! ان دونوں پر آپ اسی طرح رحم فرمایئے، جس طرح انہوں نے میری بچپن میں تربیت فرمائی۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے، اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے، اگر تم نیک ہوگے، تو بے شک وہ (آپ کا رب) خوب توبہ کرنے والوں (کے گناہوں) کی انتہائی مغفرت فرمانے والا ہے (ترجمہ ختم)

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرما کر پھر ان کا انتہائی ادب واحترام

کرنے اوران کے لئے دعا کرنے کا حکم فرما کر کچھ تفصیل بھی ذکر فرمادی ہے۔

اور سورہ مریم میں ارشاد ہے کہ:

يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا .وَحَنَانًا مِّنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا . وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا (سورة مريم آيت ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ: اے یحییٰ! آپ (اللہ کی) کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیجئے، اور ہم نے یحییٰ کو اپنا حکم بچپنے کی حالت میں ہی عطا فرمادیا تھا۔ اور ہم نے اپنے طرف سے نرم دِلی اور پاکیزگی بھی عطا کی تھی، اور وہ انتہائی متقی اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے، اور وہ سرکش، نافرمان نہیں تھے (ترجمہ ختم)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متقی ہونے کی صفت بیان کرتے ہوئے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک تقویٰ کی نشانی اور اللہ کے نبیوں کے صفات میں سے ہے۔

اور سورہ عنکبوت میں ارشاد ہے کہ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (سورة عنكبوت، آيت ۸)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت (وتاکید) کردی، اور اگر والدین آپ سے اس چیز کی جدوجہد کریں، کہ آپ میرے ساتھ شریک ٹھہرائیں، اس چیز کو، کہ آپ کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، تو آپ ان کی اطاعت نہ کرنا، میری طرف ہی تمہارا مرجع (لوٹ کر آنے کی جگہ) ہے، پھر میں تمہیں متنبہ کردوں گا، ان کاموں پر، جو تم (دنیا میں) کرتے رہے (ترجمہ ختم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرنے کا ذکر فرمایا ہے، اور وصیت سے مراد انتہائی تاکید ہے۔

اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ایسے کام میں والدین کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے، جس سے اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔

اور سورہ لقمان میں ارشاد ہے کہ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (سورۃ لقمان آیت ۱۴،۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق وصیت (وتاکید) کردی ہے، اٹھایا اس کو اس کی ماں نے ضعف پر ضعف کے ساتھ، اور اس کی دودھ چھڑائی دو سال میں ہے، کہ آپ میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کیجئے، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ آپ سے اس بات کی جدوجہد کریں کہ آپ میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائیں، کہ نہیں ہے آپ کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم تو، تم ان کی اطاعت نہ کرنا، اور ان کے ساتھ دنیا میں اچھے طریقے سے رہنا، اور آپ اس شخص کے راستے کی اتباع کرنا، جو میری طرف متوجہ ہو، پھر میری طرف ہی تمہارا مرجع (لوٹ کر آنے کی جگہ) ہے، پھر میں تمہیں متنبہ کردوں گا، ان کاموں پر، جو تم (دنیا میں) کرتے رہے (ترجمہ ختم)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ والدین کی شکر گزاری کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ اور بطورِ خاص انسان کی والدہ کی اس کے لئے حمل اور بچپن کی حالت کی مشقتیں برداشت کرنے کی یاددہانی فرمائی ہے۔

اور یہاں اللہ کی شکر گزاری سے مراد اللہ تعالیٰ کی حمد اور اطاعت ہے، اور والدین کی شکر گزاری سے مراد ان کے ساتھ نیک سلوک اور صلہ رحمی ہے۔

اور سورہ احقاف میں ارشاد ہے کہ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

وَأَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ إِنِّی تُبْتُ إِلَیْکَ وَإِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. أُولٰئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّئَاتِهِمْ فِیْ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ (سورۃ الاحقاف، آیت ۱۵ تا ۱۷)

ترجمہ: اور ہم نے وصیت (وتاکید) کردی انسان کو اس کے والدین کے ساتھ احسان کرنے کی، اس کی ماں نے اس کو مشقت کے ساتھ اٹھائے رکھا، اور اس کو مشقت کے ساتھ جنا، اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھوڑنا تیس مہینوں میں ہے، یہاں تک کہ جب وہ پہنچ گیا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس سال کو، تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرمایئے اس بات کی کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر کروں، جو آپ نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمایا، اور اس بات کی کہ میں نیک عمل کروں، جس سے آپ راضی ہوجائیں، اور میرے لئے میری نسل میں بھی اصلاح فرمایئے، میں آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں مسلمین میں سے ہوں۔ یہی لوگ ہیں کہ جن کے اچھے اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں، اور ان کی برائیوں کو درگزر فرمادیتے ہیں، یہ جنت والوں میں ہیں، اس سچے وعدے کے مطابق، جو ان سے دنیا میں کیا جاتا رہا (ترجمہ ختم)

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو والدین کے ساتھ احسان و نیک سلوک کرنے کی تاکید کا ذکر فرمایا ہے، اور بطورِ خاص انسان کے لئے اس کی ماں کا حمل اور ولادت اور بچپن کی حالت کی مشقتوں کو برداشت کرنے کا ذکر فرمایا ہے، جس کے نتیجہ میں ہی انسان جوان اور بڑا ہوتا ہے، اور پھر اسے اللہ تعالیٰ اور والدین کی شکرگزاری اور نیک عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے، اور اس کے بعد وہ جنت کا مستحق بنتا ہے۔

(جاری ہے............)

علم کے مینار

مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی رحمہ اللہ کا سفر نامہ (قسط۱)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: [۱]

مکہ سے جب میں (تحصیلِ علم کے سفر پر) روانہ ہوا تو میں چودہ برس کی عمر میں تھا، چہرے پر ابھی سبزہ (داڑھی) ظاہر نہیں ہوا تھا، دو یمنی چادریں میرے جسم پر تھیں، مقامِ ذی طویٰ پہنچا تو ایک پڑاؤ دکھائی دیا (کوئی قافلہ دورانِ سفر قیام کیے ہوئے تھا) میرا اس قافلہ سے آمنا سامنا ملاقات ہوا، ان میں سے ایک عمر رسیدہ بزرگ میری طرف بڑھے، اور واسطے ڈال کر کہنے لگے کہ ہمارے کھانے میں ضرور شریک ہوں

---

[۱] ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ھاشم بن مطلب بن عبد مناف قرشی، مطلبی، ھاشمی رحمہ اللہ (کما نقلہ تلمیذہ ربیع بن سلیمان مراری، تاریخ بغداد، ۲/ ۵۷)

آپ اہلِ سنت کے چار اماموں میں سے ایک ہیں، کروڑوں مسلمان آپ کی فقہ یعنی آپ کی بیان کردہ قرآن وسنت کی تشریح کے مطابق دین پر عمل کرتے ہیں، اعلیٰ نسب ھاشمی قرشی، عربی ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نسب ہیں، آپ کے اجداد میں سے سائب بن عبید غزوۂ بدر میں (کفار کے لشکر میں تھے) گرفتار ہوئے، فدیہ دے کر آزاد ہوئے اور پھر مسلمان ہوگئے، یہ ان کی اولوالعزمی تھی کہ فدیہ ادا کرنے کے بعد آزادی پا کر، اپنے اسلام کا اظہار کیا، آپ کی ولادت ۱۵۰ھ میں غزۂ (فلسطین) میں ہوئی (دوسری روایت میں آپ کا مقامِ پیدائش عسقلان، تیسری میں یمن بیان ہوا ہے) بعد میں (غالباً دو سال کی عمر میں) والدہ کے ہمراہ مکہ معظّمہ منتقل ہوئے، آپ یتیم تھے، آپ کی والدہ نے آپ کی ولادت سے پہلے (حالتِ حمل میں) خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ ان کے جسم سے نمودار ہوا، اور مصر میں گرا، جس کی روشنی ہر شہر میں پہنچی، تعبیر ظاہر ہے کہ امام شافعی کی فقہ اور آپ کے علم کو مصر میں قبولِ عام حاصل ہوا، مصر میں آپ کا مذہب خوب پھیلا، پھر مصر سے دنیا جہان میں پھیلا، آج بھی عالَمِ اسلام کے مختلف ممالک میں اور دنیا بھر میں جہاں جہاں مسلمان موجود ہیں، بڑی تعداد میں مسلمانانِ اہلِ سنت آپ کے فقہی مذہب کے پیروکار ہیں، تعلیم کا آغاز مکہ مکرمہ میں ہی مکتب کی تعلیم سے ہوا، سات سال کی عمر میں قرآن مجید مع تفسیر ومعانی کے حفظ کرلیا تھا، دس سال کی عمر میں موطا امام مالک یاد کرلی تھی (جس پر فقہ مالکی کی پوری عمارت کھڑی ہے) بچپن میں تعلیم کے حصول کے علاوہ تیراندازی اور گھوڑ سواری سیکھنے میں بھی گہری دلچسپی لی، یہاں تک کہ ماہر نشانہ باز بنے اور جہاد کے ان فنون میں اتنے ماہر ہوئے کہ تیراندازی اور شہ سواری کے موضوع پر ”کتاب السبق والرمی“ لکھی۔

امام مالک علیہ الرحمہ کے علاوہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور فقہ حنفی کے شارح وترجمان امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ سے بھی تحصیلِ علم کیا، فرماتے ہیں کہ:

سمعت من محمد بن الحسن رحمه الله وقر بعير.

کہ میں نے محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے بوجھ کے بقدر علمِ حدیث پایا ہے (جامع بیان العلم وفضلہ، ج۱ص۹۹)

Idara Ghufran

(عربوں کی مہمان نوازی کا روایتی ومثالی انداز)

مجھے معلوم نہ تھا کہ کھانا نکل چکا ہے، بڑی بے تکلفی سے میں نے دعوت قبول کرلی، وہ لوگ پانچوں انگلیوں سے کھاتے تھے، میں نے بھی کھانے میں ان کی موافقت کی، تاکہ میرے کھانے کا انداز انہیں ناگوار خاطر نہ ہو، کھانے کے بعد پانی پیا، اور اللہ کا شکر ادا کیا، ساتھ اپنے بوڑھے میزبان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اب بڑے میاں نے سوال کیا کہ تم مکی ہو؟ میں نے جواب دیا کہ مکی ہوں۔

کہنے لگا، قرشی ہو؟ جی ہاں قرشی ہوں، لیکن آپ نے کیونکر جانا کہ میں مکی، قرشی ہوں، جواب ارشاد ہوا کہ شہری ہونا تو تمہارے لباس سے ظاہر ہے (جس سے اندازہ ہوا کہ تم شہر مکہ کے ہو، بدویوں، دیہاتیوں کا لباس، پوشاک مختلف ہوتا ہے) اور قرشی ہونا تمہارے کھانے کے انداز سے معلوم ہوگیا، جو دوسروں کا کھانا بے تکلف ہو کے کھالیتا ہے، وہ دوسروں کو کھلانے کا بھی بھرپور حوصلہ رکھتا ہے، اور یہ خصلت قریش کی ہے۔

میں نے بڑے میاں سے پوچھا، آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ جواب ملا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر یثرب میرا وطن ہے۔

میں نے پوچھا، مدینے میں کتاب اللہ کا عالم اور سنت رسول اللہ سے فتویٰ دینے والا مفتی کون ہے؟

بوڑھے نے جواب دیا، بنی اصبح کا سردار، مالک بن انس (امام مالک رحمہ اللہ) [۱]

---

[۱] امام دار الہجرہ ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابوعامر نافع بن عمرو حمیری مدنی، آپ کا نسب یمن کے مشہور قبیلہ حمیر بن سبعا سے ملتا ہے، آپ کے دادا مالک بن ابوعامر نے یمن سے مدینہ منورہ نقل مکانی کی، اور یہاں قریش کی شاخ قبیلہ بنوتمیم سے منسلک ہوکر ان کے ساتھ رہنے لگے، امام صاحب کی پیدائش ۹۳ھ میں مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلہ پر وادی عقیق کے مقام جرف میں ہوئی، یہاں آپ کے والد کا شاندار محل ''قصر المقعد'' کے نام سے تھا، یہ کھیتوں اور باغات پر مشتمل سرسبز علاقہ تھا، یہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زمینیں بھی تھیں، امام مالک رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بعد اہلِ سنت کے دوسرے بڑے امام ہیں، امام ابوحنیفہ کی ولادت ۸۰ھ میں بیان کی گئی ہے، اس لحاظ سے آپ امام ابوحنیفہ سے تیرہ سال چھوٹے ہیں، علم کا آغاز مدینہ میں امام ربیعہ رائی کی مجلس سے کیا، جو مسجدِ نبوی میں علم فقہ الحدیث کا اس زمانے میں معروف ومقبول حلقہ تھا، مدینہ کے نامی گرامی علماء وفقہاء ربیعہ رائی کے حلقۂ درسِ حدیث میں بیٹھتے تھے، جن میں سے چالیس اصحابِ جبہ ودستار مشائخ تھے، اس طرح نافع مولیٰ ابن عمر جیسے جلیل القدر محدث سے بھی تحصیلِ علم کیا، تیسرے بڑے استاد آپ کے محمد بن شہاب زہری تھے، اور زہری تو زہری ہیں، علمِ حدیث کی جمع وتدوین کی خدمت میں امت ان کی زیرِ بار احسان ہے، امام مالک کے شاگردوں میں سے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی اندلسی متوفی ۲۳۴ھ ممتاز ہیں، جو اندلس سے آکر آپ سے فیضیاب ہوئے، اور ان کے ذریعے آپ کا مذہب اندلس میں پھیلا، آپ بڑے نفیس ذوق اور شاہانہ اوصاف کے مالک تھے۔ آپ کی موطا قرآن مجید کے بعد اصح الکتب شمار ہوتی تھی، ابنِ ندیم نے ''الفہرست'' میں امام شافعی سے نقل کیا ہے:

مافی الارض کتاب من العلم اکثر صوابا من موطا مالک (الفہرست، ص ۲۸۱)

یہ کتاب دس ہزار احادیث سے منتخب کر کے لکھی گئی، منقول ہے کہ عباسی خلیفہ ھارون الرشید کی خواہش پر اور درخواست پر لکھی گئی، امام عالی مقام کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی، آپ کے مناقب وکمالات سے کتابیں لبریز ہیں۔

میں نے کہا، آہ، خدا ہی جانتا ہے امام مالک سے ملنے کا مجھے کتنا شوق ہے، بوڑھے نے جواب دیا، خوش ہو جاؤ، خدا نے تمہارا شوق پورا کر دیا، اس بھورے اونٹ کو دیکھو، یہ ہمارا سب سے اچھا اونٹ ہے، اسی پر تم سوار ہوگے، ہم اب جا ہی رہے ہیں، رستے بھر تمہاری ہر طرح خاطر مدارات کریں گے، کوئی تکلیف ہونے نہ دیں گے، اور مدینے میں امام مالک کے پاس تمہیں پہنچا دیں گے۔

جلد اونٹ قطار میں کھڑے کر دیے گئے، مجھے اسی بھورے اونٹ پر بٹھایا گیا، قافلہ چل پڑا، میں نے تلاوت شروع کر دی، مکہ سے مدینہ تک سولہ (قرآن مجید) ختم کئے (نوعمر امام شافعی اس وقت حافظ اور جید حافظ تھے) ایک ختم دن میں کر لیتا تھا، دوسرا رات میں۔

امام مالک کی مجلس میں

آٹھویں دن نمازِ عصر کے بعد مدینے میں ہمارا داخلہ ہوا، مسجدِ نبوی میں نماز پڑھی، پھر قبر مبارک کے پاس حاضر ہوا، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔

یہیں امام مالک دکھائی دیے، ایک چادر کی تہہ بند باندھے ہوئے تھے، دوسری چادر اوپر اوڑھ رکھی تھی، اور بآوازِ بلند حدیث یوں روایت کر رہے تھے۔

''مجھ سے نافع نے ابنِ عمر کے واسطے سے اس قبر والے سے روایت کیا ہے............''

یہ کہنے کے ساتھ انہوں نے زور سے اپنا ہاتھ پھیلایا، اور روضۂ رسول کی طرف اشارہ کیا............۔

یہ منظر دیکھ کر امام مالک رحمہ اللہ کی ہیبت مجھ پر چھا گئی، اور جہاں جگہ ملی میں وہیں بیٹھ گیا، امام مالک حدیث روایت کرنے لگے، میں نے جلدی سے زمین پر پڑا ہوا ایک تنکا اُٹھا لیا، امام مالک جب کوئی حدیث پڑھتے (سناتے) تو میں اسی تنکے کو اپنے لعابِ دہن سے تَر کر کے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا، امام مالک میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے، مگر مجھے خبر نہ تھی، آخر مجلس ختم ہوگئی، اور امام مالک ٹوہ میں رہے کہ سب کی طرح میں بھی اُٹھتا ہوں یا نہیں۔

میں بیٹھا ہی رہا، تو امام مالک نے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا، میں حاضر ہوا، تو کچھ دیر بغور مجھے دیکھتے رہے، پھر فرمایا تم حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، پوچھا مکی ہو؟ جی ہاں۔ قرشی ہو؟ جی ہاں۔ فرمانے لگے سب اوصاف پورے ہیں مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے؟

﴿بقیہ صفحہ ۹۰ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تذکرۂ اولیاء (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۴) مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عقلِ خداداد سے روشن ہے زمانہ

عقلِ حیوانی اور عقلِ ایمانی کا موازنہ

عقل دفتر ہا کند یکسر سیاہ عقلِ عقل آفاق دارد پر زماہ

از سیاہی وسفیدی فارغ است نور ماہش بر دل وجان بازغ است

مولانا نے عقلِ ایمانی کے لئے یہاں عقلِ عقل کی تعبیر اختیار کی ہے، یعنی عقلِ ایمانی عقل کی بھی عقل ہے، اور عقل کے لئے راہنما اور چراغ ہے، اس عقلِ ایمانی کے بغیر عقل، عقل کہلانے کی بھی مستحق نہیں، اور یہ عقلِ ایمانی انہی سعادت مند نفوس کے حصے میں آتی ہے، جو ایمان کی روشنی اور یقین کا خزانہ اپنے پاس رکھتے ہوں۔

بہر کیف ان مذکورہ اشعار میں عقلِ ایمانی اور عام عقل (عقلِ جزوی یا حیوانی) کا باہم موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عقلِ حیوانی نے انسانی نامہ ہائے اعمال کے دفتر کے دفتر سیاہ کئے ہیں، کائنات کو ہمیشہ فساد وبگاڑ سے بھرا رکھا ہے، انسان کے شرفِ انسانیت کی مٹی پلید کی ہے، انسان کے منصبِ خلافت ونیابت (**انی جاعل فی الارض خلیفه، الایة**) کو پائمال اور داغدار کیا ہے، کبھی ہابیل اس عقلِ حیوانی کا حامل ہو کر زمین میں خونریزی کی بنیاد ڈالتا ہے، کبھی قومِ نوح کے کھڑ پینچ سردار اس عقلِ حیوانی کے حامل بن کر انبیاء علیہم السلام کی انسانوں میں رائج کردہ آسمانی تعلیمات اور ربانی ہدایت کو غتربود کر کے، توحید ورسالت کی بنیادیں اکھیڑ کر انسانوں میں شرک وبت پرستی کے اندھیاروں کا فسوں پھونکتے ہیں، جس کے نتیجہ میں پوری روئے زمین اپنے ساکنین کے ہمراہ طوفانوں اور سیلابوں میں غرقاب وغوطہ زن ہو ہو کر نکلتی ہے، کبھی عقلِ حیوانی کے حاملین آزر ونمرود، شداد وفرعون، عاد وثمود، سردارانِ قومِ شعیب اور قومِ لوط کی صورت میں زمین کو نوع بہ نوع فساد اور بگاڑ سے بھرتے ہیں، اور اس حد تک انسانی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ قیامت سے پہلے زمین پر قیامتیں برپا ہوتی ہیں، کبھی آسمان سے پتھر برسنے لگتے ہیں، تو

Idara Ghufran

کبھی زلزلوں سے زمین بھر جاتی ہے،اور کبھی دریا وسمندر بپھر جاتے ہیں،اس طرح انسان کے بگاڑ پر تمام کائناتی قوتیں، مظاہرِ قدرت، فرشتوں کے قدوسی لشکر، ملاءِ اعلیٰ کے اربابِ حل وعقد اور حاملین تکوین اپنا احتجاج ریکارڈ کراتے ہیں،اور میرے رب کے یہ تمام کھلے چھپے لشکر انسانی بگاڑ اور فساد کے ایک خاص حد تک پہنچنے کے بعد باذنِ رب اس کے آگے بند باندھتے، روک اور بیریل لگاتے رہے ہیں۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ(سورۃ المدثر، آیت ۳۱)

ترجمہ:اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آج بھی عقلِ حیوانی کے حاملین نے زمین کو فساد سے بھر رکھا ہے، کرہ ارضی کو جہنم کا نمونہ بنا رکھا ہے، سسکتی ہوئی دکھی انسانیت پر زندگی کو وبال بنا رکھا ہے، آج بھی کائناتی طاقتیں، خدا کے قدوسی لشکر، ملاءِ اعلیٰ کے اربابِ تکوین اس فساد کے آگے مختلف اطوار سے روک لگاتے رہتے ہیں، اور اس بگاڑ کو ایک حد میں محدود رکھتے اور اس کے رخ ادلتے بدلتے رہتے ہیں، کیونکہ:

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ(سورۃ البروج ،آیت ۲۰)

ترجمہ:اور اللہ ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور

قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (سورۃ المائدۃ، آیت ۱۰۰)

ترجمہ: (اے پیغمبر، ان لوگوں سے) کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے خواہ ناپاک کی بہتات تم کو بھلی (ہی کیوں نہ) لگے۔

اور

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ(سورۃ مؤمنون، آیت ۷۱)

ترجمہ: اور اگر حق ان کی خواہشوں کے پیچھے چلے تو یقیناً سب آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے، بگڑ جائیں۔

یہ تو عقلِ حیوانی کی سیہ کاریوں کا حال تھا، جبکہ عقلِ ایمانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عقلِ ایمانی کی

وجہ سے زمین اور ساری کائنات چودھویں کے چاند کی طرح جگمگا رہی ہے۔

ہاں انبیاء اور ان کے نائبین اور اللہ والوں، اللہ کے نیک صالح بندوں کی وجہ سے ہی یہ دنیا قائم ہے، اس کی چہل پہل اور رونق برقرار ہے۔

حضرت نوح اور ان کے متبع مومنین نہ ہوتے، تو زندگی کے ہنگامے تو عقلِ حیوانی کے حاملین قومِ نوح کے مشرک و نافرمان قوم کی غرقابی کے ساتھ ہی ٹھنڈے ہو چکے ہوتے۔

حضرت ہود و صالح، حضرت شعیب و حضرت لوط، حضرت یونس و حضرت موسیٰ علیہم السلام اور ان کے مخلص متبعین نہ ہوتے، تو انسانیت کا تو کبھی کا تیا پانچہ ہو چکا ہوتا، زمین خلا کے کسی آوارہ اور ویران سیارے کی طرح زندگی کی چہل پہل اور انسانی آبادی سے محروم ہو کر فضا میں آوارہ و پریشان گھوم رہی ہوتی۔

رواں دواں ہے زمین بے کراں خلاؤں میں مگر صدا کوئی اٹھتی نہیں ہواؤں میں

آج کے اہلِ حق و اہلِ ایمان نہ ہوتے، تو آج کے طاغوت تو کب کا نوع انسانیت کا رشتہ اپنے رب سے کاٹ چکے تھے، کیا روس کے بڑبولے کمیونسٹوں کی یہ ہفوات تاریخ ریکار نہیں کر چکی کہ "ہم نے خدا کی عارضی خدمات کا شکریہ ادا کر کے اسے سرحد پار دھکیل دیا" (زندگی کے ہنگاموں اور دنیا کے نظم و نسق سے اسے بے دخل کر دیا) العیاذ باللہ من هذه الهفوات۔

لیکن میرے رب کی بادشاہی تو آج بھی پورے جلال اور آب و تاب کے ساتھ قائم ہے، جبکہ سرخ برفانی ریچھ سائبیریا کے برف زاروں میں منہ چھپائے خدا پرستوں کے ہاتھوں کھائے ہوئے زخم آج بھی سہلا رہا ہے، اللہ اکبر۔

ہاں آج ایک اور بڑبولا، خدائی کا دعویدار، زمانے کا فرعون، طاغوتِ وقت بھی موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو چکا ہے، کوئی وقت جاتا ہے، کہ یہ آخری ہچکی لے اور اپنی خودساختہ خدائی کے تخت سے دھڑام سے نیچے آ گرے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُه فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (سورة الانبیاء، آیت ۱۸)

ترجمہ: بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں پھر وہ باطل کا سر توڑ دیتا ہے پھر وہ مٹنے والا ہوتا ہے۔

اسی لئے قرآن مجید مختلف مقامات میں عقلِ حیوانی کے حاملین کو متنبہ کرتا ہے:

وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِھَا (سورۃ الاعراف، آیت ۵٦)

کہ زمین میں اصلاح ہو چکنے کے بعد پھر فساد نہ مچاؤ۔

تو یہ وہی اصلاح ہے جو ہر زمانے میں انبیاء اور ان کے نائبین وتبعین آ کے کرتے رہے ہیں، کفر کے اندھیاروں میں ایمان وخدا پرستی کے دیپ جلاتے رہے ہیں، خدا کے بندوں کو وقت کے طاغوتوں کے شکنجے سے نکال کر اور کفریہ مذاہب کے جور وجبر سے چھڑا کر ایک خدا سے جوڑتے رہے ہیں۔

(فرماتے ہیں) عقلِ ایمانی کا نور اس جہانِ رنگ وبو کی مادی وحسی سیاہی وسفیدی سے، ظاہری زیب وزینت اور بناوٹ سجاوٹ سے بے نیاز ہے، اس کے حسن اور نورانیت کے جلوے تو دل کی گہرائیوں اور روح کی پہنائیوں میں جگمگا رہے ہوتے ہیں اور اپنے حسن کی بہارِ جانفزا دکھلا رہے ہوتے ہیں، جس کے دل اور روح پر اس کی پرچھائیں پڑ جائیں، وہ دو عالم کو بھی اس کے مقابلے میں خاطر میں نہیں لاتا۔

جانے کیا پا گئے جانِ عالم سے ہم　　　دو عالم کو خاطر میں لائے نہ ہم

مزے دو جہاں سے بڑھ کر وہ پائے ہے　　　وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے ہے

تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیمان تھا　　　ان کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر

شمس وقمر کی روشنی علمِ الٰہی اور عشقِ الٰہی کے حاملین کے آفتاب ایمان ویقین کے سامنے گہنا جاتی ہے، دنیا کی ساری رنگینیاں اور شادابیاں ان کے دل میں کھلنے والی ایمانی گلکاریوں کے مقابلے میں مرجھا جاتی ہیں، اور پھیکی معلوم ہوتی ہیں، مرزا بیدل کسی ایسی ہی ایمانی تجلی سے بے تاب ہو کر پکار اٹھے تھے:

چہ ستم است گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو وسمن درآ　　　تو زغنچہ کم نہ دمیدہ ای درِ دل کشا بہ چمن درآ [1]

باطن کی دنیا کی اسی آبادی وشادابی کا مولانا روم رحمہ اللہ خود دوسرے مقام پر یوں تذکرہ فرماتے ہیں:

آسمان ہا است درولایتِ جاں　　　کارفرمائے آسمانِ جہاں

در رہ روح پست وبالا است　　　کوہ ہائے بلند وصحرا است

غیب را آبے وبادے دیگر ہست　　　آسمانے آفتابے دیگر ہست

[1] کس قدر بری بات ہے کہ دنیا کی ہوس وحرص تجھے دنیا کی ظاہری رنگینیوں اور وقتی شادابیوں پر فریفتہ کر دے اور تو اسی فانی دنیا کے رنگ وبو میں کھو کر رہ جائے، ذرا غور کر تو خود بھی کسی باغ وبہار اور غنچے سے کم کھلا ہوا نہیں ہے، ذرا اپنے دل کا دروازہ کھول اور باطن کی آباد وشاداب اور باغ وبہار دنیا کے مزے لوٹ۔

کہ دل اور روح کی سلطنت کے بھی اپنے آسمان ہیں، جو اس جہاں کے آسمان کی طرح ہی روح و باطن کی دنیا میں فعال و کارفرما ہیں، روح کے راستوں میں بھی نشیب وفراز اور بلندی و پستی ہے، بڑے بڑے چٹیل میدان، ریتلے صحراء، اور فلک بوس پہاڑ ہیں، باطن کے اس غیبی نظام کے الگ موسم اور باد وباراں کے سلسلے ہیں، اور اپنی خلا وفضا اور اپنے آفتاب و ماہتاب ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذیل کے اشعار میں بھی یہی حقیقت بیان ہوئی ہے۔

دَوَاؤُکَ فِیْکَ وَمَا تُبْصِرُ — وَدَاؤُکَ مِنْکَ وَمَا تَشْعُرُ

وَتَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ — وَفِیْکَ الْطَوٰی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

یہ اشعار صاحب روح المعانی علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہوں روح المعانی۷۹/۱۔

تیری دوا تیرے وجود کے اندر ہی ہے (ایمان ویقین جس کے بغیر روح بے چین اور دل مریض ہوتا ہے، اور انسان نفس کے ہاتھوں یرغمال اور اوہام وتخیلات کا شکار ہوتا ہے) اور تیری بیماری بھی تیری اپنی ذات سے ہی پیدا ہوتی ہے، جس کا تجھے شعور نہیں (یعنی کفر وشرک، ظن وتخمین اور مادیت پرستی اور خدا فراموشی، الحاد ودہریت، یہی انسان کے اصل اور مہلک ومزمن امراض ہیں، انسان کی دائمی ہلاکت انہی بیماریوں کی وجہ سے ہے، اور یہ امراض انسان کے اندر سے ہی پھوٹتے ہیں، ان کے سرچشمے اور سوتے ہمارے نفوس سے ہی ابلتے ہیں) تو اپنے آپ کو ایک چھوٹا سا (پانچ، چھ فٹ کا) جسم اور ایک حقیر وجود سمجھتا ہے، حالانکہ تیرے اندر یہ ساری کائنات لپٹی ہوئی ہے (کہ انسان ہی مقصودِ تخلیق ہے، اشرف المخلوقات ہے، ساری کائنات اس کے فوائد وخدمات کے لئے مسخر ہے)

صوفیاء کی اصطلاح میں یہ تقسیم عالمِ اصغر اور عالمِ اکبر کے عنوان سے معنون ہے، کہ انسان عالمِ اصغر یعنی اپنی ذات میں خلاصۂ کائنات ہے، اور گویا کہ ایک چھوٹی سی دنیا ہے، اور انسان کے باہر جو کچھ ہے، وہ عالمِ اکبر ہے، یعنی پھیلی ہوئی بڑی کائنات۔

اللہ کے مقبولین اور مقربین بارگاہ، کاملین، انبیاء وصدقین، شہداء اور اولیاء وصالحین نے ایسی زندگیاں گزاریں کہ مقصودِ کائنات ہونے کا عملی ثبوت دیا۔

پھر رب نے ساری کائنات کو ان کے گرد گھمایا۔ ؎

کبھی کبھی تو اس ایک مشتِ خاکی کے گرد — طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گزرے

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا افضل عبادت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ) (ترمذی، رقم الحدیث ۳۲۴۷؛ ابوداؤد)

ترجمہ: دعا ہی عبادت ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ هُوَ الدُّعَاءُ، وَقَرَأَ: (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ) (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۸۰۵)

ترجمہ: دعا ہی افضل عبادت ہے، پھر یہ آیت پڑھی کہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

(ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کے وقت اُس کے ساتھ ہوتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ : أَنَـا عِـنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِىْ " (مسلم، کتاب الذکر والدعاء، واللفظ لہٗ؛ ترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندہ سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ مجھ سے گمان کرتا ہے، اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندہ سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ مجھ سے گمان کرتا ہے، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، پھر اگر وہ اپنے آپ میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے آپ میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (یعنی میری مدد ورحمت اس کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے) (بخاری، رقم الحدیث ۷۴۰۵، واللفظ لہٗ؛ مسلم؛ ترمذی؛ ابن ماجہ)

دعا کے قبول ہونے کے یقین کے ساتھ دعا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اُدْعُوا اللّٰہَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۷۹، واللفظ لہٗ؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۵۱۰۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اور جان لو! کہ اللہ تعالیٰ غفلت میں مبتلا (اور دوسری چیز میں) مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ سَرَّہٗ أَنْ یَسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْکُرَبِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ مشکلات اور غموں میں اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائیں، تو اُسے چاہئے کہ صحت (وعافیت کے زمانے) میں کثرت سے دعا کیا کرے (ترجمہ ختم)

دعا کی قبولیت کے کلمات

حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَدْعُوْ وَھُوَ یَقُوْلُ : اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ بِأَنِّیْ أَشْھَدُ أَنَّکَ أَنْتَ اللّٰہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا أَحَدٌ، قَالَ : فَقَالَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ سَأَلَ اللّٰہَ بِاسْمِہِ الْأَعْظَمِ الَّذِیْ إِذَا دُعِیَ بِہٖ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِہٖ أَعْطٰی (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۷۵، واللفظ لہٗ؛ ابوداؤد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ بِأَنِّیْ أَشْھَدُ أَنَّکَ أَنْتَ اللّٰہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا أَحَدٌ.

یعنی ’’اے اللہ! میں آپ سے یہ گواہی دیتے ہوئے سوال کرتا ہوں کہ آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ یکتا اور ایسے بے نیاز ہیں کہ جس کی نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ آپ کسی کی اولاد ہیں، اور آپ کا کوئی ہمسر نہیں‘‘

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے اللہ سے اُس اسمِ اعظم کے ذریعہ سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعہ سے پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ سُنتا ہے، اور جب اس کے ذریعے سے سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے (ترجمہ ختم)

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

ہاتھیوں والی فوج

پیارے بچو! مکہ مکرمہ مسلمانوں کا ایک مقدس شہر ہے، جو سعودی عرب کے ملک میں ہے، اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے ایک نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی عبادت کے لئے ایک گھر بنایا تھا، اس گھر کا نام کعبہ ہے، ہم اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، اور مسلمان اسلامی سال کے آخری مہینے میں جس کا نام ذی الحجہ ہے، مکہ مکرمہ میں حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے بھی عرب کے لوگ کعبہ کی بہت عزت کیا کرتے تھے، اس کو دیکھنے کے لئے جاتے اور وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔

جس سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، اسی سال آپ کے پیدائش کے کچھ عرصہ پہلے یمن کے علاقہ کے بادشاہ ابرہہ نے اپنے شہر میں عیسائیوں کے لئے پوجا پاٹ کی جگہ جس کو گرجا گھر کہتے ہیں، بنوایا تھا، ابرہہ چاہتا تھا کہ عرب کے لوگ کعبہ کی جگہ اس گرجا گھر کو دیکھنے کے لئے آیا کریں، اور اس کی عبادت کیا کریں۔

جب گرجا گھر بن کر تیار ہو گیا، تو ابرہہ نے ایک بہت بڑی فوج تیار کی، اس فوج میں بہت سے ہاتھی بھی تھے، ابرہہ اپنی ہاتھیوں والی فوج لے کر کعبہ کو، گرانے کے لئے چلا۔ نعوذ باللہ۔

بچو! کیا تمہیں پتہ ہے کہ نعوذ باللہ کا کیا مطلب ہے؟

نہیں پتہ تو سُنو! جب کوئی بُری بات بولنی یا سُننی پڑ جائے تو اُس وقت نعوذ باللہ پڑھتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ ہم اس بُری بات سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔

اس کے بعد سُنو! پھر جب ابرہہ اپنی ہاتھیوں والی فوج لے کر مکہ کے نزدیک پہنچا تو ابرہہ کی فوج کے سپاہیوں نے مکہ میں رہنے والے لوگوں کے بہت سے اونٹ اور جانور پکڑ لیے۔

ان جانوروں میں دوسو اونٹ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے بھی تھے، جن کا نام عبدُ الْمُطَّلِبُ ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدُ الْمُطَّلِبُ مکہ کے ایک بڑے سردار تھے، اور کعبہ کی دیکھ بھال بھی

کرتے تھے۔

ابرہہ کے سپاہی حضرت عبدالمطلب سے ملے، تو اُنہیں اپنے ساتھ ابرہہ سے ملانے کے لئے لے گئے۔

ابرہہ نے جب عبدالمطلب کو دیکھا تو اُس کے دل میں حضرت عبدالمطلب کا رُعب پیدا ہوا، ابرہہ اُنہیں دیکھ کر اپنے تخت سے نیچے اُتر کر بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کو اپنے ساتھ بٹھایا، اور کہا کہ میں مکہ والوں کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا، میں کعبہ کو گرانے آیا ہوں، اگر مکہ والے میرے راستے ہیں رُکاوٹ نہیں ڈالیں گے تو میں اُنہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ اونٹ تو میرے ہیں، تم مجھے میرے دوسو اونٹ واپس کردو۔ اور کعبہ جسے تم گرانے آئے ہو، وہ میرا گھر نہیں ہے، بلکہ اللہ کا گھر ہے، اللہ اپنے گھر کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔

ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کردیئے، اور عبدالمطلب مکہ کے دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر مختلف پہاڑوں پر چلے گئے، اُن کو یہ یقین تھا کہ ابرہہ کے لشکر پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ضرور آئے گا۔

بچو! اس کے بعد ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ جب ابرہہ اپنی فوج کو لے کر کعبہ کی طرف چلا، تو ابرہہ نے راستے میں ایک آدمی کو گرفتار کرلیا جن کا نام نفیل تھا، ابرہہ نے اپنے ہاتھی کو فوج کے آگے چلنے کے لئے تیار کیا، نفیل نے کسی طرح ابرہہ کے ہاتھی کا کان پکڑ کر اُس سے کہا کہ تو جہاں سے آیا ہے، وہاں صحیح سلامت واپس چلا جا، کیونکہ تو اللہ کے امن والے شہر میں ہے۔

یہ کہہ کر اس کا کان چھوڑ دیا، ہاتھی یہ سُنتے ہی بیٹھ گیا، سپاہیوں نے ہاتھی کو بہت اُٹھانا اور چلانا چاہا لیکن وہ ہاتھی اپنی جگہ سے نہ ہلا، ہاتھی کو بہت مارا پیٹا، تب بھی وہ کھڑا نہ ہوا، سپاہیوں نے ہاتھی کو واپس یمن کی طرف چلانا چاہا، تو وہ فوراً کھڑا ہوگیا، اسی طرح دائیں بائیں ہر طرف ہاتھی چلنے کو تیار ہوجاتا، لیکن جب مکہ کی طرف ہاتھی کو چلانے کی کوشش کی جاتی، تو وہ بیٹھ جاتا۔

اور دوسرا عجیب واقعہ یہ ہوا کہ مکہ کی طرف قطاروں میں کچھ پرندے آنے لگے، جن میں سے ہر ایک پرندے کے ساتھ تین کنکریاں تھیں، ایک چونچ میں اور دو کنکریاں پنجوں میں تھیں، اور پرندے بھی ایسے تھے جو پہلے کبھی نہیں دیکھے گئے تھے، سارے پرندے ابرہہ کے لشکر کے اوپر چھا گئے، اور اُن کنکریوں کو ابرہہ کے لشکر کے اوپر گرانا شروع کردیا، ہر کنکر نے وہ کام کیا جو پستول کی گولی سے بھی نہیں ہوسکتا، یہ پرندے کنکریاں لے کر اللہ تعالیٰ کا عذاب بن کر آئے تھے، جس آدمی یا ہاتھی پر کنکری گرتی، اُس کے جسم کو

چیرتی ہوئی زمین میں گھس جاتی، اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب دیکھ کر ہاتھی بھی بھاگنا شروع ہوگئے، اور تھوڑی دیر میں ابرہہ کی ساری فوج ڈھیر ہوگئی۔

بچو! قرآن مجید کے تیسویں سپارے میں سورۂ الفیل میں ان ہاتھی والوں کا ذکر آیا ہے۔

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی طاقت ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہیں کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بڑے سے بڑا کام لے سکتے ہیں۔

جیسے چھوٹے چھوٹے پرندوں سے ہاتھیوں والی بڑی فوج کو ہلاک اور تباہ کرایا، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی بھی جیت نہیں سکتا۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کاموں سے بچیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوجائیں، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۹ ''تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر''﴾

اس سے بلاشبہ فضیلت ذکر فی الملاء کی نکلتی ہے، لیکن اس قسم کی سب احادیث کے متعلق مجھے یہ خیال گزرتا ہے کہ ان میں ذکر سے مراد اعم ہے، خاص دعا والا ذکر مراد نہیں ہے، جس میں ہماری یہ سب بحث تھی، مثلاً دعاء الناس الی اللہ، جس کے معنیٰ دعوت وارشاد کے ہیں اور جو ذکر متعدی ہے (یعنی دعوت وارشاد) وہ یہاں ذکر فی الملاء سے مراد ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں جہر ناگزیر ہے، لیکن وہ ہماری بحث سے اس وقت خارج ہے، اسی طرح قرائتِ قرآن کا بھی ارادہ کرسکتے ہیں اس کے جہر فی الملاء میں کوئی کلام نہیں بلکہ بہت سے فوائد ہیں (ایضاً صفحہ۲۵۱و۲۵۲)

دوسرے اگر کوئی اس حدیث سے تسبیح وتہلیل والا ذکر ہی مراد لے، تو بھی ایک ذکر کے التزام اور ذکر کے لئے تداعی کے بغیر کسی کے مجمع میں اس طرح ذکر کرنے کے معنیٰ درست ہیں کہ جس سے دوسروں کو تکلیف وایذاء نہ ہو، اور کسی کی عبادت میں خلل نہ ہو، جیسا کہ کوئی شخص بلکہ ایک سے زیادہ اشخاص مسجد میں بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر وتلاوت کریں۔

پس ذکر سے خواہ وعظ وتبلیغ مراد لی جائے، یا تسبیح وتہلیل وغیرہ، اس حدیث سے تداعی کے ساتھ ایک ذکر کے التزام جیسی قیودات پر مشتمل مجالسِ ذکر کا ثبوت نہیں ہوتا۔ (جاری ہے......)

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

قربانی کی فضیلت واہمیت

معزز خواتین! مالی عبادات میں ایک خاص شان اور خصوصی نوعیت والی عبادت ''قربانی'' ہے، قربانی کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور کئی احادیث میں مختلف انداز سے قربانی کی تاکید کی گئی ہے، اور اس عمل پر عظیم الشان اجروثواب کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

چنانچہ ایک جگہ تو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (سورۂ کوثر، آیت نمبر ۲)

ترجمہ: پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے، اور نحر (یعنی قربانی) کیجئے۔

ایک تفسیر کے مطابق اس آیت میں نماز پڑھنے سے مراد عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنا اور نحر کرنے سے مراد قربانی کرنا ہے۔

اگر قرآن وحدیث میں قربانی سے متعلق اور کچھ ارشاد نہ ہوتا تو عمل کرنے کے لئے فقط یہ ارشاد ہی کافی تھا، لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ رحمٰن اور رحیم ہیں، اس لئے حاکمانہ حیثیت سے فقط ایک دفعہ حکم دینے پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ دوسری متعدد آیات میں قربانی کی اہمیت اور فضیلت کی طرف مختلف انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔

چنانچہ ایک جگہ قربانی کی اہمیت اس طرح ارشاد فرمائی ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ

(سورۂ حج، آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: اور ہرامت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کی تاکہ وہ لوگ اللہ کا نام لیں، چوپاؤں کے مخصوص جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے۔

اس آیت سے قربانی کے عمل کی اہمیت معلوم ہوئی کہ یہ عمل ہرامت میں جاری رہا ہے۔

اسی آیت کے آخر میں ارشاد ہے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ.

Idara Ghufran

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ گردن جھکا دینے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

یعنی جو لوگ آیت کے پہلے حصے میں بیان کردہ تعلیم پر عمل کریں، ان کو اجروثواب اور جنت وغیرہ کی خوشخبری سنا دیں، اس سے قربانی کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔

اسی طرح متعدد احادیث میں قربانی کے فضائل ومسائل واحکام سے متعلق متعدد باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں، ذیل میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی سعید قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: یَا فَاطِمَۃُ، قُوۡمِیۡ اِلٰی اُضۡحِیَّتِکِ فَاشۡھَدِیۡھَا، فَاِنَّ لَکِ بِکُلِّ قَطۡرَۃٍ تَقۡطُرُ مِنۡ دَمِھَا اَنۡ یُّغۡفَرَ لَکِ مَا سَلَفَ مِنۡ ذُنُوۡبِکِ، قَالَتۡ: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ، اَلَنَا خَاصَّۃً اَھۡلَ الۡبَیۡتِ، اَوۡ لَنَا وَلِلۡمُسۡلِمِیۡنَ؟ قَالَ: بَلۡ لَّنَا وَلِلۡمُسۡلِمِیۡنَ (کشف الاستار عن زوائد البزار بحوالہ ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، ص۱۵۹، مؤلفہ حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ! اپنی قربانی کے قریب کھڑی ہو جاؤ، اور اس کا مشاہدہ کرو، کیونکہ آپ کے لئے ہر اس قطرہ کے بدلہ میں جو اس کے خون سے ٹپکے گا، آپ کے گزشتہ گناہوں میں سے گناہ معاف کر دیا جائے گا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا یہ (فضیلت) ہم اہلِ بیت کے لئے خاص ہے، یا ہمارے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے (عام) ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب مسلمانوں کے لئے ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے قربانی کی فضیلت معلوم ہونے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ عمل جس طرح (صاحبِ نصاب) مردوں پر لازم ہے، اسی طرح (صاحبِ نصاب) خواتین پر بھی لازم ہے۔

بہت سی خواتین باوجود صاحبِ نصاب ہونے کے قربانی نہیں دیتیں، اور اپنے والد یا شوہر کی کی ہوئی قربانی کو اپنی طرف سے بھی کافی سمجھتی ہیں، انہیں اس حدیث کے پیشِ نظر اپنے طرزِ عمل کو بدلنا چاہئے۔

قربانی واجب درجے کا عمل ہے، باوجود صاحبِ نصاب ہونے کے قربانی نہ کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔

قربانی واجب ہونے کے اعتبار سے وہ خاتون صاحبِ نصاب کہلائے گی جس کی ملکیت میں سونے، چاندی، کرنسی، سامانِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان ان پانچوں قسم کی اشیاء یا ان میں سے بعض اشیاء کی مجموعی

مالیت عیدالاضحیٰ کے تین دنوں میں ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔

یاد رہے کہ خواتین کی طرف سے قربانی کرنا ان کے شوہروں پر لازم نہیں، ہاں اگر کوئی خاتون اپنے شوہر سے یہ عرض کرے کہ میری طرف سے آپ قربانی کردیں، اور وہ مہربانی کر کے بیوی کی طرف سے بھی قربانی کردے، تو بیوی کے ذمے سے قربانی کا واجب ادا ہوجائے گا، لیکن اگر شوہر بیوی کی طرف سے قربانی نہ کرے، تو بیوی پر قربانی لازم رہے گی۔

اب چونکہ ذی الحجہ کا مہینہ آنے والا ہے، جس کے تین دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ کو قربانی کا عمل انجام دیا جاتا ہے، اور یہ بھی اس عمل کی ایک خاص شان ہے کہ یہ عمل خواہ واجب درجے کا ادا کرنا ہو، یا نفلی درجے کا، اس کے لئے بہرحال سال بھر میں صرف یہ تین دن ہی متعین ہیں (اس لئے خواتین کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے اپنا صاحبِ نصاب ہونا یا نہ ہونا سمجھ لیں، اور صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں قربانی کا ارادہ کر کے اس کا انتظام سوچ لیں۔

قربانی کا واجب ادا کرنا خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اس جذبے کے ساتھ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی خواہشات اور جذبات کو بھی قربانی کرنا پڑے، تو اس کے لئے بھی تیار رہیں کہ یہی قربانی کا حاصل معلوم ہوتا ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ (سورۂ حج، آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو ہرگز نہیں پہنچتا ان (قربانی کے جانوروں) کا گوشت اور نہ ان کا خون، لیکن اللہ کو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کے فضائل واحکام کی تفصیل کے لئے حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہ کی تالیف ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت، وتر کی نماز کی رکعات کی تعداد وطریقہ اور اس کا ثبوت، وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اور اس کا طریقہ، اور وتر اور قنوت کے اہم مسائل۔

مستند مآخذ ومراجع کے ساتھ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

مغرب کے بعد نوافل کا ثبوت اور ان کی فضیلت

سوال

مغرب کے بعد نوافل کی فضیلت کیا ہے؟ بعض کتابوں میں اس وقت کے نوافل کو اوابین کی نماز قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں سوال یہ ہے کہ اس وقت کے نوافل کا ثبوت کن دلائل سے ہے، اور اس کے کیا فضائل ہیں، اور ان کی کتنی رکعات ہیں؟

امید ہے کہ تفصیلی جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

شرعی اعتبار سے غروب ہونے پر رات کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اس لئے غروب کے بعد کا وقت شرعی اعتبار سے رات کا ابتدائی وقت ہے، اور شرعاً یہ وقت رات میں داخل ہے۔

اور غروب کے بعد شریعت کی طرف سے پانچ نمازوں میں سے نمازِ مغرب کو مقرر کیا گیا ہے، جس کے فضائل واحکام اپنی جگہ طے شدہ ہیں، اور مغرب کی نماز کا ادا وقت عشاء کی نماز کا وقت شروع ہونے تک جاری رہتا ہے، اور احادیث وروایات کی رُو سے مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد عشاء کے وقت سے پہلے ذکر وعبادت اور بطورِ خاص نوافل میں مشغول رہنے کے عظیم الشان فضائل آئے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ قَالَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ:لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ، كُنَّ كَعَدْلِ أَرْبَعِ رِقَابٍ، وَكُتِبَ لَهُ بِهِنَّ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهِنَّ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهِنَّ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكُنَّ لَهُ حَرَسًا مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِذَا قَالَهَا بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَمِثْلُ ذٰلِكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۱۸ ،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز پڑھ کر دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے کہ:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“

تو اس کو چار غلام آزاد کرنے کے برابر اجر حاصل ہوگا، اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی دس برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے، اور یہ کلمات اس کے لئے شام ہونے تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہونگے، اور جس نے یہ کلمات مغرب کے بعد کہے، تو اس کو بھی (صبح تک) یہی فضیلت حاصل ہوگی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے مغرب کی نماز کے بعد ذکر میں مشغول رہنے اور بطورِ خاص مذکورہ کلمات کے دس مرتبہ پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى إِلَى الْعِشَاءِ (السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث ۳۸۰)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پھر میں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء تک نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ثابت سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسٍ، فِيْ قَوْلِهِ (نَاشِئَةَ اللَّيْلِ) قَالَ " :مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ (سنن البيهقی، رقم الحديث ۴۷۵۲، واللفظ لهٗ، مختصر قيام الليل لمحمد بن نصر المروزی، رقم الحديث ٦٣) [1]

---

[1] كان يصلى ما بين المغرب والعشاء .أخرجه ابن نصر فى "قيام الليل "(ص 32) والبيهقى 3)/20) عن منصور بن صقير حدثنا عمارة بن زاذان عن ثابت عن أنس مرفوعا .قلت :وهذا إسناد ضعيف ، عمارة بن زاذان صدوق سىء الحفظ .ومنصور بن صقير ضعيف .لكن للحديث شواهد يتقوى بها :منها عن عبيد مولى النبى صلى الله عليه وسلم .عزاه السيوطى فى "الجامع "للطبرانى فى "المعجم الكبير "وعند أحمد أيضا 5)/431) والبيهقى من طريق التيمى قال " :طرأ علينا رجل فى مجلس أبى عثمان النهدى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''نَاشِئَةَ اللَّيْلِ ''یعنی ''رات کو (عبادت کے لئے) اُٹھنا'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ مغرب اور عشاء کے درمیان (کی عبادت) ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ:

أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِصَلَاةٍ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ، أَوْ سِوَى الْمَكْتُوْبَةِ ؟ قَالَ " :نَعَمْ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۶۵۲، حَدِيْثُ عُبَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض کے بعد یا فرائض کے علاوہ (نفل) نماز کا حکم فرماتے تھے، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بے شک مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل نماز کا حکم فرماتے تھے) (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان نفل نماز کی اہمیت معلوم ہوئی۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ أَنَسٍ، فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ :(كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ) قَالَ :كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْمَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ(ابو داؤد، رقم الحديث ۱۳۲۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے قول ''كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ'' کہ ''وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے'' فرمایا کہ وہ مغرب اور عشاء

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فحدثنا عن عبيد " ....فذكره .ورواه هو وابن نصر عن المعتمر بن سليمان قال :قال أبى : حدثنى رجل قال " :سئل عبيد مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم :هل علمت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر بصلاة بعد المكتوبة؟ قال :نعم، بين المغرب والعشاء ."ومنها عن حذيفة مرفوعا نحوه .أخرجه أحمد وغيره بسند صحيح كما هو مبين فى "تخريج الترغيب 1) "/206 - 205)(السلسلة الصحيحة للالبانى، تحت رقم الحديث ۲۱۳۲)

کے درمیان نماز پڑھتے تھے(ترجمہ ختم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اور حضرت قتادہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسٍ ؛ فِيْ قَوْلِهٖ :(تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) قَالَ :كَانُوْا يَتَطَوَّعُوْنَ فِيْمَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ ؛ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، فَيُصَلُّوْنَ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۵۹۸۱، باب فِی الصَّلَاۃِ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ '' کہ ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، کے بارے میں فرمایا کہ وہ مغرب اور عشاء کی دو نمازوں کے درمیان نفل نماز پڑھتے ہیں(ترجمہ ختم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم سے روایت ہے کہ:

قَالَ بِلَالٌ :لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ)الْاٰيَةُ، كُنَّا نَجْلِسُ فِي الْمَجْلِسِ، وَنَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلُّوْنَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ إِلَى الْعِشَاءِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ :(تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ)(مسند البزار، رقم الحدیث ۱۳۶۴) [2]

---

[1] عن ثابت البنانی قال :کان أنس یصلی ما بین المغرب والعشاء ، ویقول : ھذہ ناشئۃ اللیل (الزھد والرقائق لابن المبارک، رقم الحدیث ۱۲۴۸)

عَنْ عُمَارَةِ بْنِ زَاذَانَ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَنَسٍ ؛ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّى مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، وَيَقُولُ : هِيَ نَاشِئَةُ اللَّيْلِ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۵۹۷۲، باب فِی الصَّلَاۃِ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ "أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّى مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَيَقُول " :هِيَ نَاشِئَةُ اللَّيْلِ "، هَكَذَا جَعَلَهُ مَوْقُوفًا ، وَهَكَذَا رَوَاهُ الْقَاضِي أَبُو الْوَلِيدِ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغِيثٍ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ مِنْ رِوَايَةِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ "أَنَّهُ كَانَ يُحْيِي مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَيَقُولُ :هِيَ نَاشِئَةُ اللَّيْلِ "وَمِمَّنْ قَالَ بِذَلِكَ مِنْ التَّابِعِينَ أَبُو حَازِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَزَيْنُ الْعَابِدِينَ ، ذَكَرَهُ الْعِرَاقِيُّ فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ الْعِرَاقِيُّ :بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ إنَّ قَوْله تَعَالَى :(كَانُوا قَلِيلًا مِنْ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ) نَزَلَتْ فِيمَنْ كَانَ يُصَلِّي مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ وَالْمَغْرِبِ(نیل الاوطار للشوکانی، باب ما جاء فی الصلاۃ بین العشاء ین)

[2] قال الھیثمی:رواہ البزار عن شیخہ عبد اللہ بن شبیب وھو ضعیف(مجمع الزوائد ج۷ص۹۰)

قلت: ولہٗ شواھد کثیرۃ.

ترجمہ: حضرت بلال نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' کہ ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، تو ہم مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابۂ کرام مغرب سے عشاء تک نماز پڑھا کرتے تھے، تو (ان کے متعلق) یہ آیت نازل ہوئی کہ ''تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایات کئی دیگر تابعین سے بھی مروی ہیں۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان میں عبادت اور نفل نماز، اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب اور پسند ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ:

سَاعَةٌ مَا أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فِيهَا إِلَّا وَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ ؛ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، وَكَانَ يَقُوْلُ هِيَ سَاعَةُ غَفْلَةٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۵۹۷۲، واللفظ لهٗ،المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۴۴۹، ورقم الحدیث ۹۴۴۸) [۲]

---

[۱] حدثنا محمد بن يحيى ، ثنا منصور بن سقير ، ثنا عمارة بن زاذان ، عن ثابت ، عن أنس رضى الله عنه فى قوله : إن ناشئة الليل قال :ما بين المغرب والعشاء ، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى ما بين المغرب والعشاء وعن ابن المنكدر ، وأبى حازم قالا : ناشئة الليل هى ما بين المغرب ، وصلاة العشاء ، هى أشد وطئا وأقوم قيلا ، قالا :تتجافى جنوبهم عن المضاجع الآية ، هى صلاة ما بين المغرب وصلاة العشاء ، صلاة الأوابين وعن ثابت رحمه الله قال :أمسيت عند أنس رضى الله عنه صائما فجعلت أنظر الأذان ، قال لى :يا ثابت لعلك ممن ينظر إلى الأذان هذا الليل ، قد جاء وحل الإفطار فأفطر ، ثم أمر مؤذنه فأذن فصلى المغرب ، وكان يصلى ما بين المغرب والعشاء ويقول :هى ناشئة الليل ، حتى إذا ظننت أن الشفق قد غاب ، قال :أين ثابت ؟ قلت :هو ذا ، قال :ألا تصلى ؟ قلت :بلى ، فأمر المؤذن ثم أقام صلاة العشاء ، ثم أوتر ثم دخل وعن منصور رحمه الله فى قوله :ليسوا سواء من أهل الكتاب أمة قائمة يتلون آيات الله آناء الليل وهم يسجدون قال :بلغنى أنهم كانوا يصلون ما بين المغرب والعشاء وعن يزيد بن أبى حيكم رحمه الله :سألت سفيان عن الصلاة بين المغرب والعشاء أمن صلاة الليل ؟ فقال لى :نعم .ورأيت سفيان الثورى كثيرا يصلى ما بين المغرب والعشاء . وكان على بن الحسين يصلى ما بين المغرب والعشاء ، فقيل له :ما هذه الصلاة ؟ قال : أما سمعتم قول الله :إن ناشئة الليل فهذه ناشئة الليل (مختصر قيام الليل لمحمد بن نصر المروزى، رقم الحديث ۶۳)

عَنْ وِقَاءِ بْنِ إِيَاسٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ؛ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، وَيَقُولُ :هِيَ نَاشِئَةُ اللَّيْلِ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۵۹۷۵، باب فِي الصَّلاَةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

[۲] قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الكبير، وفيه ليث بن أبى سليم وفيه كلام(مجمع الزوائد، ج۲ص ۲۳۰)

ترجمہ: جب بھی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو انہیں مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے پایا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ غفلت والا وقت ہے (ترجمہ ختم)

یعنی لوگ اس وقت میں غفلت اختیار کرتے ہیں، جبکہ یہ وقت غفلت اختیار کرنے کا نہیں، بلکہ عبادت و نماز میں مشغول ہونے کا بابرکت اور مقبول وقت ہے۔

اس کے علاوہ کئی جلیل القدر تابعین ومحدثین سے مغرب اور عشاء کے درمیان نفل نماز پڑھنا ثابت ہے۔[1]

ان احادیث و روایات اور آثار سے مغرب کی نماز کے بعد اور عشاء کی نماز سے پہلے کے وقت میں ذکر وعبادت اور بطورِ خاص نوافل میں مشغول رہنے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

مغرب کے بعد کے نوافل کی تعداد

مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان عبادت و نوافل میں مشغول رہنے کا ثبوت تو گزشتہ احادیث و روایات میں ہو چکا ہے، اس لئے مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر عشاء کی نماز کے وقت سے پہلے پہلے وقت میں جتنے بھی نوافل پڑھ لئے جائیں، اُن سے فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

البتہ بعض روایات میں مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، اور بعض میں دس رکعات کا ذکر ہے، جبکہ بعض میں چار رکعات کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت محمد بن عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ:

رَأَیْتُ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ، صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ، فَقُلْتُ :یَا أَبَهُ، مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ :رَأَیْتُ حَبِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بَعْدَ

---

[1] عَنْ أَبِی الشَّعْثَاءِ ، قَالَ :قَالَ سَلْمَانُ :عَلَیْکُمْ بِالصَّلَاةِ فِیمَا بَیْنَ الْعِشَاءَیْنِ ، فَإِنَّهُ یُخَفِّفُ عَنْ أَحَدِکُمْ مِنْ حِزْبِهِ ، وَیُذْهِبُ عَنْهُ مَلْغَاهُ أَوَّلَ اللَّیْلِ ، فَإِنَّ مَلْغَاهُ أَوَّلَ اللَّیْلِ مَهْدَنَةٌ ، أَوْ مَذْهَبَةٌ لآخِرِهِ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۵۹۷۴، باب فِی الصَّلاَةِ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

عَنِ الشَّعْبِیِّ ، عَنْ شُرَیْحٍ ؛ أَنَّهُ کَانَ یُصَلِّی مَا بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۵۹۷۶، باب فِی الصَّلاَةِ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ نَافِعٍ ، قَالَ :کَانَ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ یُصَلِّی مَا بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، قَالَ :وَزَعَمَ الْحَسَنُ أَنَّ طَاوُوسًا لَمْ یَکُنْ یَرَاهُ شَیْئًا(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۵۹۷۸، باب فِی الصَّلاَةِ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)

الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ، وَقَالَ :مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۷۲۴۵، واللفظ لهٗ، المعجم الصغير للطبراني، رقم الحديث ۹۰۰،معرفة الصحابة لابي نعيم، رقم الحديث ۵۲۱۲) ۱؎

ترجمہ: میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا،تو میں نے عرض کیا کہ اے والد صاحب! یہ کون سی نماز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اور فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں،تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے،اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی ہوں (ترجمہ ختم)

اس کے علاوہ بعض روایات میں مغرب کے بعد چھ رکعت کے بارے میں اور بعض روایات میں بیس رکعت کے بارے میں دیگر فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں،مگر ان روایات کو کئی محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲؎

۱؎ قال الطبرانی:

لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمَّارٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ :صَالِحُ بْنُ قَطَنٍ .

وقال المنذری:

حديث غريب رواه الطبرانی فی الثلاثة وقال تفرد به صالح بن قطن البخاری.

قال الحافظ وصالح هذا لا يحضرنی الآن فيه جرح ولا تعديل (الترغيب والترهيب للمنذری، الترغيب فی الصلاة بين المغرب والعشاء)

وقال الذهبی:

صالح بن قطن البخاری روی عن محمد بن عمار بن محمد بن عمار بن ياسر روی عنه محمد بن يحيى بن منده وإسحاق بن إبراهيم بن يونس له حديث فی فضل ست ركعات بين المغرب والعشاء . أشار ابن الجوزی فی العلل إلى تجهيله(ميزان الاعتدال، تحت رقم الترجمة ۳۴۴۴)

۲؎ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً،وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ : حَدِيثُ أَبِی هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِی خَثْعَمٍ ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ :يَقُولُ :عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَثْعَمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَضَعَّفَهُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حضرت عبدالکریم بن حارث سے مرسلاً مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ رَكَعَ عَشْرَ رَكْعَاتٍ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ (الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحديث ۱۲۴۹، واللفظ لہ،مختصر قیام للیل لمحمد بن نصر المروزی، رقم الحدیث ۶۹)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جِدًّا(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۴۳۵)

قال الملا علی القاری:

وعمر هذا قال فيه الإمام أحمد ويحيى بن معين والدارقطني ضعيف وقال أحمد أيضا لا يساوى حديثه شيئا ، وقال البخاري منكر الحديث وضعفه جدا ، وقال ابن حبان لا يحل ذكره إلا على سبيل القدح فيه فإنه يضع الحديث على مالك وابن أبى ذئب وغيرهما من الثقات (الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، حرف المیم)

حدثنا أبو بكر محمد بن إسحاق الصنعاني ، ثنا سليمان بن عبد الرحمن أبو أيوب ، ثنا محمد بن غزوان الدمشقي ، ثنا عمر بن محمد ، عن سالم بن عبد الله ، عن أبيه قال :سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : من صلى ست ركعات بعد المغرب قبل أن يتكلم غفر له بها ذنوب خمسين سنة (مختصر قیام اللیل لمحمد بن نصر المروزی، رقم الحدیث ۶۶)

وقال ابن ابی حاتم:

قال أبو محمد :وكان فِي كِتابِ أبِي زُرعة عن سُليمان بنِ شُرحبِيل ، عن مُحمّدِ بنِ غزوان ، عنِ الوضِينِ بنِ عطاءٍ ، عن سالِمٍ ، عن أبِيهِ ، عنِ النّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، قال :من صلّى بعد المغرِبِ سِتًّا غُفِر لهُ بِها .فقال أبُو زُرعة :اضرِبُوا على هذا الحدِيثِ ، فإِنّهُ شِبهُ موضُوعٍ .قال أبُو زُرعة :ومُحمّدُ بنُ غزوان الدّمشقِيُّ مُنكُر الحدِيثِ(علل الحدیث، تحت رقم الترجمة ۲۰۸)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدِينِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ صَلَّى، بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ(سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۱۳۷۳، واللفظ لہ، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۴۹۴۸)

قال المنذری:

وهذا الحديث الذى أشار إليه الترمذى رواه ابن ماجه من رواية يعقوب بن الوليد المدائنى عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة ويعقوب كذبه أحمد وغيره (الترغيب والترهيب للمنذری، ج ۱ ص ۲۲۷، کتاب النوافل)

وقال البوصیری:

هذا إسناد ضعيف يعقوب بن الوليد قال فيه الإمام أحمد من الكذابين الكبار وكان يضع الحديث وقال الحاكم يروى عن هشام بن عروة المناكير قلت واتفقوا على ضعفه(مصباح الزجاجة، باب الصلاة بين المغرب والعشاء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب وعشاء کے درمیان دس رکعات پڑھیں، تو اس کے لئے جنت میں محل بنایا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت معن بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ، وَقَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِنَّ (مختصر قيام الليل لمحمد بن نصر المروزی، رقم الحديث ۷۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان چار رکعت پڑھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان چار رکعتوں کو پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا بَعْدَ الْمَغْرِبِ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۵۹۸۴، باب فِي الصَّلاَةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاء)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چار رکعت پڑھیں، تو وہ ایسا ہے جیسا کہ ایک جہاد کے بعد لوٹ کر دوسرا جہاد کیا (ترجمہ ختم)

ملحوظ رہنا چاہئے کہ اگرچہ مغرب کے بعد کے نوافل کے متعلق بعض روایات کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ مجموعی طور پر ان نوافل کی فضیلت ثابت ہے۔ [1]

---

[1] (رواه الترمذی) : قال ميرک نقلا عن المنذری :ورواه ابن ماجه وابن خزيمة فی صحيحه .(وقال) ، أی الترمذی (هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث عمر ابن أبی خثعم، وسمعت محمد بن إسماعيل) ، أی البخاری (يقول :هو) ، أی :عمر (منكر الحديث، وضعفه) ، أی البخاری (جدا) ، أی تضعيفا قويا، قال ميرک ناقلا عن التصحيح :والعجب من محيی السنة كيف سكت عليه وهو ضعيف بإجماع أهل الحديث؟ قلت :ينافيه ما تقدم أنه رواه ابن خزيمة فی صحيحه، مع أنهم أجمعوا على جواز العمل بالحديث الضعيف فی فضائل الأعمال، قال ميرک :وعن محمد بن عمار بن ياسر، قال :رأيت عمار بن ياسر يصلی بعد المغرب ست ركعات، وقال :رأيت حبيبی رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلی بعد المغرب ست ركعات ، وقال " :من صلى بعد المغرب ست ركعات غفرت له ذنوبه وإن كانت مثل زبد البحر ."حديث غريب،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مغرب کے بعد کے نوافل کا نام ''نمازِ اوابین'' ہے

بعض روایات میں مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان کی نماز کو اوابین کی نماز قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت محمد بن منکدر سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ : مَنْ صَلّٰی مَا بَیْنَ الْمَغْرِبِ إِلٰی صَلَاةِ الْعِشَاءِ ، فَإِنَّهَا صَلَاةُ الْأَوَّابِیْنَ (الزهد والرقائق لابن المبارک، رقم الحدیث ۱۲۴۴) ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رواه الطبرانی فی الثلاثة وقال :تفرد به صالح بن قطن البخاری، قال المنذری :وصالح هذا لا یحضرنی الآن فیه جرح ولا تعدیل.

(وعن عائشة قالت :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :من صلی بعد المغرب ") ، أی :بعد فرضه ") عشرین رکعة بنی الله له بیتا ") ، أی عظیما مشتملا علی أنواع النعم ") .فی الجنة "رواه الترمذی) : قال میرک :رواه منقطعا بصیغة التمریض فقال :وروی عن عائشة وذکره، ورواه ابن ماجه متصلا من روایة یعقوب بن الولید المدنی، عن أبیه، عن عائشة، ویعقوب کذبه أحمد وغیره، ذکره المنذری، وقال ابن حجر: وفیها حدیث آخر وهو أنه -علیه السلام -کان یصلیها عشرین ویقول " :هذه صلاة الأولین فمن صلاها غفر له ."وکان السلف الصالح یصلونها، قال جمع :ورویت أربعا، ورویت رکعتین، فأقلها رکعتان وأکثرها عشرون .وروی فیها أحادیث کثیرة ذکر الحافظ عبد الحق منها جملة(مرقاة، ج۳ص ۸۹۵، باب السنن وفضائلها)

وَالْآیَاتُ وَالْأَحَادِیثُ الْمَذْکُورَةُ فِی الْبَابِ تَدُلُّ عَلَی مَشْرُوعِیَّةِ الِاسْتِکْثَارِ مِنْ الصَّلَاةِ مَا بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ، وَالْأَحَادِیثُ وَإِنْ کَانَ أَکْثَرُهَا ضَعِیفًا فَهِیَ مُنْتَهِضَةٌ بِمَجْمُوعِهَا لَا سِیَّمَا فِی فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ ، قَالَ الْعِرَاقِیُّ : وَمِمَّنْ کَانَ یُصَلِّی مَا بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ الصَّحَابَةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَسَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَابْنُ عُمَرَ وَأَنَسُ بْنُ مَالِکٍ فِی نَاسٍ مِنْ الْأَنْصَارِ وَمِنْ التَّابِعِینَ الْأَسْوَدُ بْنُ یَزِیدَ وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِیُّ وَابْنُ أَبِی مُلَیْکَةَ وَسَعِیدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ وَأَبُو حَاتِمٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَعَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِیُّ وَشُرَیْحٌ الْقَاضِی وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُغَفَّلٍ وَغَیْرُهُمْ .وَمِنْ الْأَئِمَّةِ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ(نیل الاوطار للشوکانی، باب ما جاء فی الصلاة بین العشاء ین)

وقد ورد فی فضیلة الصلاة بین العشائین غیر هذه الأحادیث ذکرها الشوکانی فی النیل وقال بعد ذکرها الأحادیث المذکورة وإن کان أکثرها ضعیفة فهی منتهضة بمجموعها لا سیما فی فضائل الأعمال انتهی(تحفة الاحوذی، ج۲ص ۴۲۲، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب)

۲؎ قال الشوکانی:وَهَذَا وَإِنْ کَانَ مُرْسَلًا لَا یُعَارِضُ مَا فِی الصَّحِیحِ مِنْ قَوْلِهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :(صَلَاةُ الْأَوَّابِینَ إذَا رَمِضَتْ الْفِصَالُ) فَإِنَّهُ لَا مَانِعَ أَنْ یَکُون کُلٌّ مِنْ الصَّلَاتَیْنِ صَلَاةُ الْأَوَّابِینَ(نیل الاوطار للشوکانی، باب ما جاء فی الصلاة بین العشاء ین)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان نماز پڑھی، تو وہ اوابین کی نماز ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

صَلاۃُ الْأَوَّابِیْنَ مَا بَیْنَ أَنْ یَنْکَفِتَ أَھْلُ الْمَغْرِبِ إِلٰی أَنْ یَثُوْبَ إِلَی الْعِشَاءِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۵۹۷۳)

ترجمہ: اوابین کی نماز مغرب کی نماز پڑھنے والوں کے لوٹ کر جانے (یعنی فارغ ہونے) سے لے کر عشاء کی نماز کی طرف لوٹنے کے درمیان ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

صَلاۃُ الْأَوَّابِیْنَ اَلْخَلْوَۃُ الَّتِیْ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ ، حَتّٰی یَثُوْبَ النَّاسُ إِلَی الصَّلاۃِ (الزھد والرقائق لابن المبارک، رقم الحدیث ۱۲۴۵)

ترجمہ: اوابین کی نماز مغرب اور عشاء کے درمیان کے خالی وقت میں ہے، یہاں تک کہ لوگ عشاء کی نماز کی طرف لوٹ کر آئیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز کے بعد اور عشاء کی نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اس کو نمازِ اوابین کہا جاتا ہے۔

اور اسی وجہ سے کئی فقہائے کرام نے مغرب کے بعد کے نوافل کو اوابین کا نام دیا ہے۔

اور اوابین ''اواب'' کی جمع ہے، جس کے معنیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ واستغفار وغیرہ کے ذریعہ سے رجوع کرنے والے کے آتے ہیں، تو نمازِ اوابین کے معنیٰ ہوئے ''اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ واستغفار وغیرہ کے ذریعہ سے رجوع کرنے والوں کی نماز'' [۱]

---

[۱] البتہ بعض احادیث میں چاشت کی نماز کو بھی اوابین کی نماز قرار دیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے بعض فقہاء نے صلاۃ الاوابین چاشت کی نماز کو قرار دیا ہے، مگر اس سے مغرب کے بعد کے نوافل کی فضیلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ اپنے معنیٰ کے لحاظ سے ان دونوں کو اوابین کی نماز قرار دینا درست ہے، اور ان کی فضیلت ثابت ہے، جس کو کوئی دوسرا یا دونوں کو ایک عنوان دیا جائے تو بھی حرج نہیں۔

وَھٰذَا وَإِنْ کَانَ مُرْسَلًا لَا یُعَارِضُہُ مَا فِی الصَّحِیحِ مِنْ قَوْلِہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : (صَلَاۃُ الْأَوَّابِینَ إِذَا رَمِضَتْ الْفِصَالُ) فَإِنَّہُ لَا مَانِعَ أَنْ یَکُون کُلٌّ مِنْ الصَّلَاتَیْنِ صَلَاۃُ الْأَوَّابِینَ (نیل الاوطار للشوکانی، باب ما جاء فی الصلاۃ بین العشاءین)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گزشتہ احادیث وروایات اور آثار کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے مغرب اور عشاء کے درمیان ذکر وعبادت اور بطورِ خاص نوافل میں مشغول رہنے کو مستحب قرار دیا ہے، اور کئی فقہاء نے اس وقت کے نوافل کو "نمازِ اوابین" فرمایا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقت صلاة الأوابين وحكمها :قال الجمهور :هى صلاة الضحى، والأفضل فعلها بعد ربع النهار إذا اشتد الحر واستدلوا بحديث النبى صلى الله عليه وسلم :صلاة الأوابين حين ترمض الفصال فقول النبى صلى الله عليه وسلم :صلاة الأوابين هو الذى أعطاها هذه التسمية، وكان ذلك واضحا فى حديث أبى هريرة المتقدم وفيه . . .وأن لا أدع ركعتى الضحى فإنها صلاة الأوابين .ولذلك يقول الفقهاء :من أتى بها (أى بصلاة الضحى) كان من الأوابين. وينظر تفصيل أحكام صلاة الضحى فى مصطلح :(صلاة الضحى)وتطلق أيضا على التنفل بعد المغرب .فقالوا :يستحب أداء ست ركعات بعد المغرب ليكتب من الأوابين، واستدلوا على أفضلية هذه الصلاة بحديث النبى صلى الله عليه وسلم :من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له عبادة اثنتى عشرة سنة .قال الماوردى :كان النبى صلى الله عليه وسلم يصليها ويقول :هذه صلاة الأوابين .

ويؤخذ مما جاء عن صلاة الضحى والصلاة بين المغرب والعشاء أن صلاة الأوابين تطلق على صلاة الضحى، والصلاة بين المغرب والعشاء .فهى مشتركة بينهما كما يقول الشافعية .

وانفرد الشافعية بتسمية التطوع بين المغرب والعشاء بصلاة الأوابين، وقالوا :تسن صلاة الأوابين، وتسمى صلاة الغفلة، لغفلة الناس عنها، واشتغالهم بغيرها من عشاء ، ونوم، وغيرهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص۱۳۴، ۱۳۵)

وتسمى هذه الصلاة بصلاة الأوابين، للحديث السابق .وتسمى صلاة الغفلة .وتسميتها بصلاة الأوابين لا تعارض ما فى الصحيحين من قوله صلى الله عليه وسلم :صلاة الأوابين إذا رمضت الفصال ، لأنه لا مانع أن تكون كل من الصلاتين صلاة الأوابين (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۸)

(قوله من الأوابين) جمع أواب :أى رجاع إلى الله تعالى بالتوبة والاستغفار(ردالمحتار، ج۲، ص۱۴، باب الوتر والنوافل)

[1] إحياء ما بين المغرب والعشاء.

مشروعيته: الوقت الواقع بين المغرب والعشاء من الأوقات الفاضلة، ولذلك شرع إحياؤه بالطاعات، من صلاة -وهى الأفضل -أو تلاوة قرآن، أو ذكر لله تعالى من تسبيح وتهليل ونحو ذلك .وقد كان يحييه عدد من الصحابة والتابعين وكثير من السلف الصالح .كما نقل إحياؤه عن الأئمة الأربعة .وقد ورد فى إحياء هذا الوقت طائفة من الأحاديث الشريفة، وإن كان كل حديث منها على حدة لا يخلو من مقال، إلا أنها بمجموعها تنهض دليلا على مشروعيتها، منها :ما روته السيدة عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال :من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتا فى الجنة. وعن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الأوابين.حكمه :لا خلاف بين الفقهاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر مغرب اور عشاء کے درمیان ان نوافل کی تعداد کے بارے میں فقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، بعض فقہائے کرام نے اوابین کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں قرار دی ہیں، اور بعض حضرات نے چھ رکعتوں کو، جبکہ بعض نے چار رکعتوں کو افضل قرار دیا ہے، اور اس سے زیادہ مثلاً دس، بیس رکعتیں پڑھنے کو اور زیادہ فضیلت کا باعث قرار دیا ہے۔ [۱]

اور اس سلسلہ میں واردشدہ احادیث و روایات اور آثار کے پیشِ نظر راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہ نمازِ اوابین کی ایک تعداد مقرر نہیں، اپنی ہمت و فرصت کے مطابق دو سے لے کر دس، بیس تک جتنی بھی رکعتیں پڑھ لی جائیں، وہ اوابین کہلائیں گی، البتہ عام حالات میں چھ رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ اوابین کی اگر چھ رکعتیں پڑھنی ہوں، تو اِن چھ رکعتوں کو دو دو کر کے پڑھنا، افضل ہے، اور اگر چار ایک سلام کے ساتھ اور دو ایک سلام کے ساتھ پڑھے، تو بھی جائز ہے، بلکہ ان چھ رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔

اور اگر مغرب کے بعد کی دو سنتوں کو بھی ان میں شامل کر لیا جائے، اور مغرب کے بعد کی دو سنتوں کے بعد صرف چار یا دو رکعت پڑھی جائیں، تو بھی اوابین کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی أن إحياء ما بين المغرب والعشاء مستحب .وهو عند الشافعية والمالكية مستحب استحبابا مؤكدا . وكلام الحنابلة يفيده (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۷ تا۲۳۸)

وقد ورد فی القيام بعد المغرب فضل كثير، وقيل هی ناشئة الليل وتسمى صلاة الأوابين (الاختيار لتعليل المختار، ج ۱، ص ۶۶، باب النوافل)

[۱] عدد ركعاته:اختلف فی عدد ركعات إحياء ما بين العشاء ين تبعا لما ورد من الأحاديث فيها .فذهب جماعة إلى أن إحياء ما بين العشاء ين، يكون بست ركعات، وبه أخذ أبو حنيفة، وهو الراجح من مذهب الحنابلة .واستدلوا على ذلک بحديث ابن عمر السابق .وفی رواية عند الحنابلة أنها أربع ركعات، وفی رواية ثالثة أنها عشرون ركعة .وذهب الشافعية إلى أن أقلها ركعتان وأكثرها عشرون ركعة .وذلک جمعا بين الأحاديث الواردة فی عدد ركعاتها .وذهب المالكية إلى أنه لا حد لأكثرها ولكن الأولى أن تكون ست ركعات(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۷ تا۲۳۸)

[۲] (وست بعد المغرب) ليكتب من الأوابين (بتسليمة) أو ثنتين أو ثلاث والأول أدوم وأشق وهل تحسب المؤكدة من المستحب ويؤدى الكل بتسليمة واحدة؟ اختار الكمال :نعم. (الدرالمختار، ج۲، ص۱۴، باب الوتروالنوافل)

(قوله من الأوابين) جمع أواب :أی رجاع إلى الله تعالى بالتوبة والاستغفار.(قوله بتسليمة أو ثنتين أو ثلاث)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراحادیث وروایات کی رُو سے ان نوافل کا وقت مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد شروع ہوجاتا ہے، جو عشاء کا وقت داخل ہونے تک جاری رہتا ہے۔

اس لئے ان نوافل کو مغرب کی نماز کے فوراً بعد پڑھنا ضروری نہیں ہے، اگر کوئی مغرب کی نماز اور دوسنتوں سے فارغ ہوکر کچھ دیر بعد پڑھ لے، تو بھی درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۱/شوال المکرّم/۱۴۳۲ھ 20/ستمبر/2011ء بروز منگل ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جزم بالأول فی الدرر، وبالثانی فی الغزنوية، وبالثالث فی التجنيس كما فی الإمداد، لكن الذی فی الغزنوية مثل ما فی التجنيس، وكذا فی شرح درر البحار .وأفاد الخير الرملی فی وجه ذلک أنها لما زادت عن الأربع وكان جمعها بتسليمة واحدة خلاف الأفضل، لما تقرر أن الأفضل رباع عند أبی حنيفة؛ ولو سلم على رأس الأربع لزم أن يسلم فی الشفع الثالث على رأس الركعتين، فيكون فيه مخالفة من هذه الحيثية، فكان المستحب فيه ثلاث تسليمات ليكون على نسق واحد .قال :هذا ما ظهر لی، ولم أره لغيری .(قوله الأول أدوم وأشق) لما فيه من زيادة حبس النفس بالقباء على تحريمة واحدة وعطف أشق عطف لازم على ملزوم. وفی كلامه إشارة إلى اختيار الأول، وقد علمت ما فيه (قوله وهل تحسب المؤكدة) أی فی الأربع بعد الظهر وبعد العشاء والست بعد المغرب بحر .(قوله اختار الكمال) نعم ذكر الكمال فی فتح القدير أنه وقع اختلاف بين أهل عصره فی أن الأربع المستحبة هل هی أربع مستقلة غير ركعتی الراتبة أو أربع بهما؟ وعلى الثانی هل تؤدى معهما بتسليمة واحدة أو لا، فقال جماعة لا واختار هو أنه إذا صلى أربعا بتسليمة أو تسليمتين وقع عن السنة والمندوب، وحقق ذلک بما لا مزيد عليه، وأقره فی شرح المنية والبحر والنهر (ردالمحتار، ج۲، ص۱۴، باب الوتر والنوافل)

....

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ پانچواں ایڈیشن) صفحات:556

ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

اسلامی سال کے بارہویں مہینے ''ماہِ ذی الحجہ'' سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات

ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ

اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۳)

صالح مومن کا اچھا خواب نبوت کے علم سے تعلق رکھتا ہے

حضرت امِ کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۸۹۶)

ترجمہ: نبوت ختم ہوگئی،اور مبشرات باقی رہ گئے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا : وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ : الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

(بخاری، رقم الحديث ۶۹۹۰)

ترجمہ: نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں،صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ (اے اللہ کے رسول) مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیک مومن کے)اچھے خواب (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا،لیکن اچھے خوابوں کے ذریعہ سے نبوت کے علم میں سے ایک خوشخبری کے درجہ کی چیز باقی ہے،جو نیک صالح مؤمن کو حاصل ہے۔ [1]

---

[1] (عن أبی هريرة -رضی الله تعالی عنه -قال :قال رسول الله -صلی الله عليه وسلم :لم يبق من النبوة) أی :من أجزائها (إلا المبشرات) : بكسر الشين المشددة .قال السيوطی :أی :الوحی منقطع بموتی، ولا يبقی ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، والتعبير بالمبشرات خرج مخرج الأغلب، فإن من الرؤيا ما تكون منذرة وهی صادقة يريها الله للمؤمن رفقا به، ليستعد لما يقع قبل وقوعها .(قالوا) أی :بعض الصحابة (وما المبشرات؟ قال :الرؤيا الصالحة) ، أی :الحسنة أو الصادقة، وهی ما فيه بشارة أو تنبيه عن غفلة وأمثال ذلک .قال الطيبی :ومعنی الصالحة الحسنة، ويحتمل أن تجری علی ظاهرها، وأن تجری علی الصادقة، والمراد بها صحتها، وتفسير رسول الله -صلی الله عليه وسلم -المبشرات علی الأول ظاهر ;لأن البشارة كل خبر صدق يتغير به بشرة الوجه واستعمالها فی الخير أكثر، وعلی الثانی مؤول إما علی التغليب، أو يحمل علی أصل اللغة(مرقاة، ج۷ص۲۹۱۳، كتاب الرؤيا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِىْ وَلَا نَبِىَّ ، قَالَ: فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: لٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: رُؤْيَا الْمُسْلِمِ، وَهِىَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۲، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۸۲۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں، یہ بات صحابۂ کرام پر دشوار ہوئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لیکن مبشرات (میرے بعد باقی رہیں گے) صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیک، صالح) مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک (صالح) آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے (ترجمہ ختم)

بعض احادیث میں مسلمان یا مومن کے خواب کو اور بعض میں نیک خواب کو، اور بعض میں نیک صالح مومن کے خواب کو نبوت کا مخصوص حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اور مراد نیک صالح مومن کا اچھا خواب ہی ہے کہ نیک صالح مومن کے خوابوں کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔

البتہ نیک صالح مومن کے بعض خواب نفسانی یا شیطانی بھی ہوسکتے ہیں۔

---

[1] قال الترمذی: وَفِى الْبَابِ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأُمِّ كُرْزٍ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ.

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير المختار بن فلفل، فمن رجال مسلم.

جہاں تک فاسق یا کافر لوگوں کے خوابوں کا تعلق ہے، تو ان کے خوابوں کو یہ مقام حاصل نہیں، کیونکہ ان کے اکثر خواب نفسانی یا شیطانی ہوتے ہیں، البتہ کسی حکمت سے اللہ تعالیٰ ان کو سچا خواب بھی دکھا دیتے ہیں۔

اور رہا نبیوں کے خوابوں کا معاملہ، تو ان کے سب خواب سچے بلکہ وحی کے درجہ میں ہوتے ہیں، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔ ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ، رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءً ا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لاَ يَكْذِبُ (بخاری، رقم الحديث ۷۰۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا زمانہ قریب ہوگا، تو (نیک صالح) مومن کا خواب قریب ہے کہ جھوٹا نہ ہو، اور (صالح) مومن کا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے، اور جو چیز نبوت سے تعلق رکھتی ہے، وہ جھوٹی نہیں ہوتی (ترجمہ ختم)

---

۱ قوله الرؤيا الحسنة من الرجل الصالح هذا يقيد ما أطلق فى غير هذه الرواية كقوله رؤيا المؤمن جزء ولم يقيدها بكونها حسنة ولا بأن رائيها صالح ووقع فى حديث أبى سعيد الرؤيا الصالحة وهو تفسير المراد بالحسنة هنا قال المهلب المراد غالب رؤيا الصالحين وإلا فالصالح قد يرى الأضغاث ولكنه نادر لقلة تمكن الشيطان منهم بخلاف عكسهم فإن الصدق فيها نادر لغلبة تسلط الشيطان عليهم قال فالناس على هذا ثلاث درجات الأنبياء ورؤياهم كلها صدق وقد يقع فيها ما يحتاج إلى تعبير والصالحون والأغلب على رؤياهم الصدق وقد يقع فيها ما لا يحتاج إلى تعبير ومن عداهم يقع فى رؤياهم الصدق والأضغاث وهى على ثلاثة أقسام مستورون فالغالب استواء الحال فى حقهم وفسقة والغالب على رؤياهم الأضغاث ويقل فيها الصدق وكفار ويندر فى رؤياهم الصدق جدا ويشير إلى ذلك قوله صلى الله عليه وسلم وأصدقهم رؤيا أصدقهم حديثا أخرجه مسلم من حديث أبى هريرة وستأتى الإشارة إليه فى باب القيد فى المنام إن شاء الله تعالى وقد وقعت الرؤيا الصادقة من بعض الكفار كما فى رؤيا صاحبى السجن مع يوسف عليه السلام ورؤيا ملكهما وغير ذلك وقال القاضى أبو بكر بن العربى رؤيا المؤمن الصالح هى التى تنسب إلى أجزاء النبوة ومعنى صلاحها استقامتها وانتظامها قال وعندى أن رؤيا الفاسق لا تعد فى أجزاء النبوة وقيل تعد من أقصى الأجزاء وأما رؤيا الكافر فلا تعد أصلا وقال القرطبى المسلم الصادق الصالح هو الذى يناسب حاله حال الأنبياء فأكرم بنوع مما أكرم به الأنبياء وهو الاطلاع على الغيب وأما الكافر والفاسق والمخلط فلا ولو صدقت رؤياهم أحيانا فذاك كما قد يصدق الكذوب وليس كل من حدث عن غيب يكون خبره من أجزاء النبوة كالكاهن والمنجم وقوله من الرجل ذكر للغالب فلا مفهوم له فان المرأة الصالحة كذلك قاله بن عبد البر (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۲ ص ۳۶۲، قوله باب رؤيا الصالحين)

اسی قسم کی حدیث حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ [۱]

البتہ بعض روایات میں مسلمان کے اچھے خواب کو نبوت کا ستّرواں (۷۰) حصہ قرار دیا گیا ہے۔ [۲]

اور بعض میں اس سے کم وبیش مقدار کو ذکر کیا گیا ہے۔ [۳]

---

[۱] عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ(بخاری، رقم الحديث ۶۹۸۷)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ(بخاری، رقم الحديث ۶۹۸۸)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ :أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ(بخاری، رقم الحديث ۶۹۸۹)

[۲] حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ "(مسند احمد، رقم الحديث ۸۵۰۶،باسناد قوی)

[۳] قوله جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة كذا وقع في أكثر الأحاديث ولمسلم من حديث أبي هريرة جزء من خمسة وأربعين أخرجه من طريق أيوب عن محمد بن سيرين عنه وسيأتي للمصنف من طريق عوف عن محمد بلفظ ستة كالجادة ووقع عند مسلم أيضا من حديث بن عمر جزء من سبعين جزءا وكذا أخرجه بن أبي شيبة عن بن مسعود موقوفا وأخرجه الطبراني من وجه آخر عنه مرفوعا وله من وجه آخر عنه جزء من ستة وسبعين وسندها ضعيف وأخرجه بن أبي شيبة أيضا من رواية حصين عن أبي صالح عن أبي هريرة موقوفا كذلك وأخرجه أحمد مرفوعا لكن أخرجه مسلم من رواية الأعمش عن أبي صالح كالجادة ولابن ماجه مثل حديث بن عمر مرفوعا وسنده لين وعند أحمد والبزار عن بن عباس بمثله وسنده جيد وأخرج بن عبد البر من طريق عبد العزيز بن المختار عن ثابت عن أنس مرفوعا جزء من ستة وعشرين والمحفوظ من هذا الوجه كالجادة وسيأتي للبخاري قريبا ومثله لمسلم من رواية شعبة عن ثابت وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبري في تهذيب الآثار من طريق الأعرج عن سليمان بن عريب بمهملة وزن عظيم عن أبي هريرة كالجادة قال سليمان فذكرته لابن عباس فقال جزء من خمسين فقلت له أني سمعت أبا هريرة فقال بن عباس فإني سمعت العباس بن عبد المطلب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الرؤيا الصالحة من المؤمن جزء من خمسين جزءا من النبوة وللترمذي والطبري من حديث أبي رزين العقيلي جزء من أربعين وأخرجه الترمذي من وجه آخر كالجادة وأخرجه الطبري من وجه آخر عن بن عباس أربعين وللطبري من حديث عبادة جزء من أربعة وأربعين والمحفوظ عن عبادة كالجادة كما سيأتي بعد باب وأخرج الطبري وأحمد من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص جزء من تسعة وأربعين وذكره القرطبي في المفهم بلفظ سبعة بتقديم السين فحصلنا من هذه الروايات على عشرة أوجه أقلها جزء من ستة وعشرين وأكثرها من ستة وسبعين وبين ذلك أربعين وأربعة وأربعين وخمسة وأربعين وستة وأربعين وسبعة وأربعين وتسعة وأربعين وخمسين وسبعين أصحها مطلقا الأول ويليه السبعين ووقع في شرح النووي وفي رواية عبادة أربعة وعشرين وفي رواية بن عمر ستة وعشرين وهاتان الروايتان لا أعرف من أخرجهما إلا أن بعضهم نسب رواية بن عمر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبیوں کا خواب کیونکہ سچا اور وحی ہوتا ہے، اور نیک صالح مومن کے اکثر خواب نبی کی اس خصلت سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سچے ہوتے ہیں، اور چھیالیسواں یا اس سے کم و بیش حصہ ہونے کا یہ فرق مومن کے اپنے اپنے عمل کے قوی یا کمزور ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

جتنا کسی کا عمل نبی کی سیرت کے قریب ہوتا ہے، اُتنا ہی نبوت کے علم کا قریبی جزو ہوتا ہے، مگر وہ پھر بھی نبوت کے علم سے چالیس درجوں سے زیادہ فاصلہ پر ہوتا ہے کہ بذاتِ خود کسی غیر نبی کے خواب سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبوت کے احکام کے ماتحت ہوتا ہے۔ [۱] (جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذه لتخريج الطبرى ووقع فى كلام بن أبى جمرة أنه ورد بألفاظ مختلفة فذكر بعض ما تقدم وزاد فى رواية اثنين وسبعين وفى أخرى اثنين وأربعين وفى أخرى سبعة وعشرين وفى أخرى خمسة وعشرين فبلغت على هذا خمسة عشر لفظا(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۲ ص ۳۶۲،۳۶۳، قوله باب رؤيا الصالحين)

[۱] قلت وتمامه أن يقول فى الثمانية والسبعين بالنسبة لرواية السبعين ألغى فيها الكسر وفى التسعة والثلاثين بالنسبة لرواية الأربعين جبر الكسر ولا تحتاج إلى العدد الأخير لما فيه من ذكر النصف وما عدا ذلك من الأعداد قد أشار إلى أنه يعتبر بحسب ما يقدر من الخصال ثم قال وقد ظهر لى وجه آخر وهو أن النبوة معناها أن الله يطلع من يشاء من خلقه على ما يشاء من أحكامه ووحيه إما بالمكالمة وإما بواسطة الملك وإما بإلقاء فى القلب بغير واسطة لكن هذا المعنى المسمى بالنبوة لا يخص الله به إلا من خصه بصفات كمال نوعه من المعارف والعلوم والفضائل والآداب مع تنزهه عن النقائص أطلق على تلك الخصال نبوة كما فى حديث التؤدة والاقتصاد أى تلك الخصال من خصال الأنبياء والأنبياء مع ذلك متفاضلون فيها كما قال تعالى ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض ومع ذلك فالصدق أعظم أوصافهم يقظة ومناما فمن تأسى بهم فى الصدق حصل من رؤياه على الصدق ثم لما كانوا فى مقاماتهم متفاوتين كان أتباعهم من الصالحين كذلك وكان أقل خصال الأنبياء ما إذا اعتبر كان ستة وعشرين جزء ا وأكثرها ما يبلغ سبعين وبين العددين مراتب مختلفة بحسب ما اختلفت ألفاظ الروايات وعلى هذا فمن كان من غير الأنبياء فى صلاحه وصدقه على رتبة تناسب حال نبى من الأنبياء كانت رؤياه جزء ا من نبوة ذلك النبى ولما كانت كمالاتهم متفاوتة كانت نسبة أجزاء منامات الصادقين متفاوتة على ما فصلناه قال وبهذا يندفع الاضطراب إن شاء الله وذكر الشيخ أبو محمد بن أبى جمرة وجها آخر ملخصه أن النبوة لها وجوه من الفوائد الدنيوية والأخروية خصوصا وعموما منها ما يعلم ومنها ما لا يعلم وليس بين النبوة والرؤيا نسبة إلا فى كونها حقا فيكون مقام النبوة بالنسبة لمقام الرؤيا بحسب تلك الأعداد راجعة إلى درجات الأنبياء فنسبتها من أعلاهم وهو من ضم له إلى النبوة الرسالة أكثر ما ورد من العدد ونسبتها إلى الأنبياء غير المرسلين أقل ما ورد من العدد وما بين ذلك ومن ثم أطلق فى الخبر النبوة ولم يقيدها بنبوة نبى بعينه ورأيت فى بعض الشروح أن معنى الحديث أن للمنام شبها بما حصل للنبى وتميز به عن غيره بجزء من ستة وأربعين جزء ا فهذه عدة مناسبات لم أر من جمعها فى موضع واحد فلله الحمد على ما ألهم وعلم ولم أقف فى شىء من الأخبار على كون الإلهام جزء ا من أجزاء النبوة مع أنه من أنواع الوحى إلا أن بن أبى جمرة تعرض لشىء منه كما سأذكره فى باب من رأى النبى صلى الله عليه وسلم إن شاء الله تعالى(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۲ ص۳۶۸، قوله باب رؤيا الصالحين)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیُ ذَالِکَ لَعِبُرَۃً لِّاُولِی الْاَ بُصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۵)

حضرت یوسف علیہ السلام اور شہر کی عورتوں کا ہاتھ کاٹنا

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت کی گواہی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوزائیدہ بچے کی زبانی پیش کردی گئی، تو عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اس واقعہ کو نظرانداز کردو، اور بات کو یہیں ختم کردو۔

لیکن یہ واقعہ چھپانے کے باوجود درباری لوگوں کی عورتوں میں پھیل گیا، ان عورتوں نے عزیزِ مصر کی بیوی کو لعن طعن کرنا شروع کیا۔ [۱]

یہ عورتیں آپس میں کہنے لگیں کہ دیکھو کیسی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی اتنے بڑے رتبہ ومرتبہ پر فائز ہے، اور اس کے باوجود اپنے نوجوان غلام پر فریفتہ ہے، یہ تو بڑی رسوائی والی بات ہے۔ [۲]

زلیخا کو جب شہر کی عورتوں کی ان باتوں کے بارے میں معلوم ہوا، تو اس نے ان عورتوں سے بدلہ لینے کی تدبیر کی، تاکہ ان پر حقیقت آشکارا ہوجائے۔

قرآن مجید کی چھ آیات میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ان آیات کی مختصر تفسیر وتشریح سے اس واقعہ کو سمجھنا آسان ہوجائے گا۔

---

۱ بعض مفسرین کے مطابق یہ پانچ عورتیں تھیں، جو عزیزِ مصر کے قریبی افسروں کی بیویاں تھیں۔

۲ وَقَالَ نِسُوَۃٌ اسم لجمع امراۃ وتأنیثه بهذا الاعتبار غیر حقیقی ولذلک جرد فعله فِی الْمَدِینَةِ ظرف لقال او صفة لنسوة -ای لما شاع حدیث یوسف ومراودة زلیخا عن نفسه فی المصر قلن -وقال مقاتل کن خمسا زوجة الحاجب والساقی والخباز والسبحان وصاحب الدواب امُرَأَتُ الْعَزِیزِ تُراوِدُ فَتاها ای عبدها الکنعانی عَنْ نَفْسِهِ ای تطلب منه الفاحشة قَدْ شَغَفَها حُبًّا یعنی شق یوسف شغاف قلبها فدخل فیه حبّا -وهو تمیز عن النسبة ای دخل حبه قلبها -قال السدی الشغاف جلدة رقیقة علی القلب -وقال الکلبی حجب حبه قلبها حتّی لا تعقل سواه إِنَّا لَنَراها فِی ضَلالٍ عن الرشد وبعد من الصواب مُبِینٍ ظاهر الضلال حیث ترکت ما یکون علی أمثالها من العفاف والستر (التفسیر المظهری، تحت آیت ۳۰ من سورة یوسف)

Idara Ghufran

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰھَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(سورة یوسف آیت ۳۰)

ترجمہ: اور شہر میں عورتیں چہ مگوئیاں کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے۔ اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کرگئی ہے۔ ہم تو اسے کھلی گمراہی (بے راہ روی) میں دیکھ رہے ہیں۔

یعنی یہ کیسی کمینی حرکت ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی ہوکر جو کہ بہت بڑا مقام ہے، ایک غلام پر فریفتہ ہوتی ہے۔ [1]

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَکْرِھِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْھِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَھُنَّ مُتَّکَاً وَّاٰتَتْ کُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْھُنَّ سِکِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْھِنَّ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗ اَکْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا ھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ(سورة یوسف آیت ۳۱)

ترجمہ: تو جب اس عورت نے ان کے فریب کے بارے میں سنا تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک تکیہ دار مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دے دی اور کہا ان کے سامنے نکل۔ پھر جب انھوں نے اسے دیکھا تو اسے بہت بڑا پایا اور انھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا اللہ کی پناہ ! یہ کوئی آدمی نہیں ہے، یہ نہیں ہے مگر کوئی نہایت معزز فرشتہ۔

اس آیت کے اندر شہر کی عورتوں کے تذکرہ کرنے کو زلیخا نے ''مکر'' کہا ہے۔

حالانکہ بظاہر انہوں نے کوئی مکر نہیں کیا تھا، مگر چونکہ خفیہ خفیہ زلیخا کی بدگوئی کرتی تھیں، اس لئے اس کو مکر

---

[1] قرآن مجید کی آیت میں لفظ ''فتاہا'' فرمایا گیا ہے، ''فتا'' کے معنیٰ نوجوان کے ہیں، عرف میں مملوک غلام جب چھوٹا ہو، تو اس کو غلام کہتے ہیں، جوان ہو تو لڑکے کو ''فتا'' اور لڑکی کو ''فتاۃ'' کہا جاتا ہے، قرآن مجید کی آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کا غلام یا تو اس وجہ سے کہا گیا کہ شوہر نے بیوی کی خدمت پر اُسے مامور کیا تھا، اور یا اس لئے کہ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو اپنے شوہر سے بطور ہبہ اور تحفہ لے لیا تھا۔

والفتى من الناس الطرى من الشبان، وأصله فتى بالياء لقولهم فى التثنية -وهى ترد الأشياء الى أصولها -فتيان، فالفتوة على هذا شاذ، وجمعه فتية، وفتيان، قيل :إنه يائى وواوى ككنوت وكنيت، وله نظائر كثيرة، ويطلق على المملوك والخادم لما أن جل الخدمة شبان.

وفى الحديث لا يقل أحدكم عبدى وأمتى وليقل فتاى وفتاتى.

وأطلق على يوسف عليه السلام هنا لأنه كان يخدمها، وقيل :لأن زوجها وهبه لها فهو مملوكها بزعم النسوة(تفسير روح المعانى، تحت آيت ۳۰ من سورة يوسف)

سے تعبیر کیا گیا۔ [1]

آگے فرمایا کہ زلیخا نے ان کے لئے تکیہ دار مجلس تیار کی، اور جب یہ عورتیں آ گئیں، تو ان کے سامنے مختلف قسم کے کھانے اور پھل حاضر کئے، جس میں بعض چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں، اس لئے ہر ایک کو ایک ایک تیز چاقو بھی دے دیا، جس کا ظاہری مقصد تو پھل تراشنا تھا، لیکن اصل بات جو دل میں تھی وہ یہ کہ یہ عورتیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر حواس باختہ ہو جائیں گی، اور چاقو سے اپنے ہاتھ زخمی کر لیں گی۔

چنانچہ جب دعوت کا سب سامان تیار ہو گیا، تو اس وقت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا، جو اس وقت کسی دوسری جگہ تھے، چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کی یہ غرض معلوم نہیں تھی، اس لئے باہر اس مجلس میں تشریف لے آئے۔

لیکن جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے جمال سے حیران رہ گئیں، اور اتنی محو ہو گئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، یعنی پھل تراشتے وقت جب یہ حیرت انگیز واقعہ سامنے آیا، تو چاقو ہاتھ پر چل گیا، جیسا کہ دوسری طرف خیال بٹ جانے سے اکثر ایسا اتفاق ہو جاتا ہے، اور کہنے لگیں اللہ کی پناہ! یہ شخص آدمی ہرگز نہیں ہے، یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے، مطلب یہ تھا کہ ایسا نورانی تو فرشتہ ہی ہو سکتا ہے۔ [2]

(جاری ہے............)

---

[1] اور یہ بھی بعید نہیں کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی شہرت سن کر یہ باتیں اسی لئے کی ہوں کہ زلیخا ان کو بھی دیدار کا موقع فراہم کر دے۔

[2] بعض مفسرین کے مطابق جب یوسف علیہ السلام باہر نکلے، تو آپ کے چہرہ پر تقوی اور تقدس اور معصومیت کے آثار آپ کے حسن عالمتاب کو دوآتشہ کر رہے تھے، آپ نے ان حسین و جمیل عورتوں کی طرف ذرہ بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا، ان کی اس معصومانہ رفتار نے ان کو اور زیادہ مرعوب کر دیا، کہ اس حال اور چال کا آدمی تو کوئی فرشتہ ہی ہو سکتا ہے۔

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ تنزیها له تعالی من صفات العجز وتعجبا علی کمال قدرته علی الخلق -أصله حاشا لله کذا قرا ابو عمرو فی الموضعین وصلا -وإذا وقف حذف الالف اتباعا للخط -روی ذلک عن الیزیدی منصوصا والباقون یحذفون الالف فی الحالین تخفیفا وهو حرف یفید معنی التنزیه فی باب الاستثناء فوضع موضع التنزیه واللام للبیان کما فی قولک سقیا لک ما هذا بَشَراً وهو علی لغة اهل الحجاز فی اعمال ما عمل لیس لمشارکتهما فی نفی الحال -وقال البغوی منصوب بنزع حرف الصفة ای لیس هذا ببشر إِنْ هذا ای ما هذا إِلَّا مَلَکٌ من الملائکة کَرِیمٌ علی الله تعالی لان هذا الجمال لم یعهد فی لبشر ولیس فوق البشر الا الملک -او لان الجمع بین الجمال الرائق والکمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائکة(التفسیر المظهری، تحت آیت ۳۰ من سورة یوسف)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

سونف (FENEL SEED)

سونف کو عربی زبان میں ’’شمر‘‘ یا ’’شومر‘‘ ، فارسی زبان میں ’’بادیان‘‘ ’’درازیانہ‘‘، ہندی زبان میں ’’بڑدالان‘‘، بنگلہ زبان میں ’’مٹھاجیرا‘‘، سندھی زبان میں ’’مُڈف‘‘ اور انگریزی زبان میں ’’FENEL SEED‘‘ کہتے ہیں۔

سونف عام گھریلو ضروریات میں استعمال ہونے والی مفیدِ عام جڑی بوٹی ہے، جو تقریباً ہر گھر کے باورچی خانے میں موجود ہوتی ہے۔

اس کا پودا تقریباً ایک گز لمبا ہوتا ہے، اور اس کے پتے باریک نرم اور نازک ہوتے ہیں، اس پودے کے اوپری حصے میں الٹی چھتری کی شکل میں پھولوں کا گچھا لگتا ہے، اور بالآخر یہ پھول سونف کے دانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

سونف ایک خوشبودار پھل ہے، کچی سونف میں زیادہ خوشبو پائی جاتی ہے۔

سونف عام طور پر دو قسم کی ہوتی ہے، ایک بستانی سونف اور دوسری جنگلی یا خودرو سونف، بستانی سونف باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے، جبکہ جنگلی سونف خودرو ہوتی ہے، اور بغیر کاشت کے جنگلوں میں خود اُگ آتی ہے، عام طور پر گھروں میں بستانی یعنی کاشت کی جانے والی سونف استعمال کی جاتی ہے۔

سونف کا مزاج

بعض اطباء نے سونف کا مزاج ’’دوسرے درجہ میں گرم اور خشک‘‘ کہا ہے۔ [۱]

لیکن دوسرے محققین نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے سونف کے مزاج کا گرم اور تر ہونا ثابت کیا ہے۔ [۲]

افعال وخواص

سونف ذائقہ میں ٹھنڈی اور میٹھی ہوتی ہے، یہ خوشبودار اور ریاحی امراض اور گیسز کی بیماریوں کے لئے مفید

---

[۱] ملاحظہ ہو: بستان المفردات ص ۱۷۸، کتاب المفردات ص ۳۰۲۔

[۲] ملاحظہ ہو: تحقیقات خواص المفردات حصہ سوم ص ۱۱۶ تا ۱۱۸، حکیم محمد یٰسین۔

دوا ہے۔

اعصاب میں حرکت پیدا کرتی ہے ،معدہ ، آنتوں اور مثانہ کی کمزوری اور بیماریوں کے لئے مفید ہے،اور جسم میں صالح اور بہتر رطوبتیں پیدا کرتی اور خشکی کو دور کرتی ہے،اور صفراوی مادوں (مثلاً یرقان ، پتی اچھلنا، پیشاب کی جلن، پیشاب کے قطروں کا آنا،سینہ کی جلن ،جلن دار کھانسی وغیرہ) کو جسم سے خارج کرتی ہے، ہاضم ہونے کے ساتھ ساتھ پیشاب کو جاری کرتی اور اس کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے،جسم سے ریاحی اور گیسز والے مادوں کو خارج کرتی ہے، پیچش کو روکتی ہے، تلی، جگر، گردہ اور سینہ کے سدوں کو کھولتی ہے،خواتین کے دودھ میں اضافہ اور حیض کو جاری کرنے کا باعث ہے۔

بینائی اور نظر اور دماغی کمزوری کے لئے مفید تر ہے،معدہ وآنتوں کو طاقت بخشتی ہے،معدہ وآنتوں کی جلن اور پیٹ کے درد کے لئے فائدہ مند ہے، پرانے دستوں کے لئے نفع مند ہے۔

اس قسم کی بے شمار خوبیوں کی وجہ سونف کو زہروں کا تریاق قرار دیا جاتا ہے۔

سونف کو پانی میں ہلکا سا جوش دے کر پلانے سے بچوں کے پیٹ کی ریاح اور بدہضمی دور ہو جاتی ہے۔

اگر کھانا کھانے کے بعد طبیعت بھاری ہو جاتی ہو یا ہاتھ پیر جلنے لگتے ہوں تو سونف اور دھنیا برابر برابر ہموزن لے کر کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، پھر دونوں کے برابر کھانڈ ملا کر رکھ دیں،اور کھانا کھانے کے بعد نو ماشہ یہ سفوف کھائیں،انتہائی مفید ہے۔

اگر نظر کی کمزوری محسوس ہو تو سونف، بادام اور مصری ہموزن پیس کر ایک چمچہ سفوف صبح اور شام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

دماغی کمزوری کی وجہ سے سر چکراتا ہو، یا سر میں درد ہوتا ہو تو دس گرام سونف کو آدھے گلاس پانی میں خوب گھوٹ لیں،اور اس میں سفید مرچ اور شکر کا سفوف شامل کر کے صبح اور شام پییں۔

اگر خواتین کو حیض میں بے قاعدگی ہو تو دس گرام سونف کو دس گرام تخمِ گاجر کے ساتھ پانی میں جوش دے کر اور پندرہ گرام گُڑ شامل کر کے صبح اور رات کو سوتے وقت استعمال کرائیں۔

اگر کسی کو بادی بواسیر ہو تو سونف اور دھریگ (نیم کی طرح کے درخت) کے بیج کے اندر سے مغز کو نکالیں اور سونف کے ہموزن لے کر پیس کر سفوف بنائیں،اور اس کے ہموزن اس میں شکر شامل کر لیں،اور صبح شام تین تین ماشے پانی وغیرہ کے ساتھ استعمال کریں۔انتہائی مفید اور مجرب ہے۔

اخبارِ ادارہ **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

□......۱۸/ ۲۵/ رمضان و ۳/ ۱۰/ ۱۷/ ۲۴/ شوال کو متعلقہ مساجد میں حسبِ معمول وعظ ومسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

□......متعلقہ مساجد اور ادارہ میں رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید کی تکمیل درجِ ذیل تاریخوں میں ہوئی، اٹھارہویں شب، شبِ جمعہ قاری حبیب اللہ صاحب زیدمجدہٗ (معلم شعبۂ حفظ) جمعہ انیسویں شب قاری عبدالحلیم صاحب زیدمجدہٗ (معلم شعبہ ناظرہ) اتوار اکیسویں شب مولانا طارق محمود صاحب، بدھ، چوبیسویں شب محمد امجد حسین، قاری محمد طاہر صاحب (معلم شعبہ ناظرہ) اور متعلم محمد شعیب (تین حضرات کا) نیز مسجدِ بلال متعلقہ مفتی محمد یونس صاحب زیدمجدہٗ، اور چوبیسویں شب ہی کو مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم، جمعرات پچیسویں شب، شبِ جمعہ مسجدِ غفران (مولوی حافظ محمد فرحان صاحب تلمیذ) جمعہ چھبیسویں شب مسجد نسیم مولوی حافظ محمد ناصر صاحب زیدمجدہٗ کا ختم قرآن ہوا، اور مسجد امیر معاویہ، مسجدِ غفران اور مسجد نسیم میں تکمیل کے موقع پر حضرت مدیر صاحب کا وعظ وبیان وغیرہ کا سلسلہ بھی ہوا۔

□......۲۹/ رمضان بروز منگل سے ادارہ غفران میں عید کی دس روزہ تعطیلات کا آغاز ہوا۔

□......یکم/ شوال بروز بدھ مسجد امیر معاویہ میں حضرت مدیر صاحب نے آٹھ بجے عید کی نماز پڑھائی، مسجد بلال صادق آباد میں مفتی محمد یونس صاحب نے پونے آٹھ بجے اور مسجد غفران میں محمد امجد راقم الحروف نے ساڑھے سات بجے عید کی نماز پڑھائی۔

□......۳/ شوال، بروز جمعہ، بعد مغرب مولانا عبدالسلام کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا، عبدالاحد نام تجویز ہوا۔

□......۵ اور ۶/ شوال بروز پیر ومنگل مفتی عبدالواحد صاحب دارالافتاء میں تشریف لائے، نیز ۶/ شوال کو ہی صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب (سعودی عرب) بھی دارالافتاء میں تشریف لائے۔

□......۹/ شوال بروز جمعرات مولانا نعمان اللہ صاحب دارالافتاء میں تشریف لائے، نیز اسی روز مفتی محمد صاحب (دارالافتاء والارشاد، کراچی) بھی دارالافتاء میں تشریف لائے۔

□......۱۱/ شوال، ۱۰/ ستمبر بروز ہفتہ سے تعطیلات ختم ہوکر ادارہ میں معمولات کا آغاز ہوا، تعلیمی شعبوں میں پرانے داخلوں کی بحالی اور حسبِ گنجائش نئے داخلوں کا سلسلہ شروع ہوا، جو پورا ہفتہ جاری رہا، اسی روز عصری تعلیم کی

Idara Ghufran

جماعتوں کا تعلیمی سلسلہ شروع ہوا۔۱۸/شوال کو شعبہ تخصص (سال دوم) کی تعلیم شروع ہوئی۔

❑......۱۲/شوال، ۱۱/ستمبر بروز اتوار حضرت مدیر صاحب ڈاکٹر سلیم صاحب کی دعوت پر گالف کلب تشریف لے گئے۔

❑......۱۵/شوال بروز بدھ شعبہ قرآن میں باضابطہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔

❑......۱۷/شوال، ۱۶/ستمبر بروز جمعرات دوپہر ایک بجے حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذہ وارکان عملہ بغرضِ تفریح خانپور ڈیم (ضلع ہری پور) گئے، بعد مغرب ادارہ واپسی ہوئی، ادارہ کے بند ماحول میں روز وشب علمی ودینی مشاغل میں مشغول رہنے کی وجہ سے ماہ دوماہ میں اس طرح کی ہلکی پھلکی تفریح اور کھلی فضا میں ہواخوری، بشاشت اور ذہنی ودماغی تازگی پیدا کرتی ہے (جس کی اتنے عرصہ میں ضرورت محسوس کی جاتی ہے)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۴۹ ''امام شافعی رحمہ اللہ کا سفرنامہ''﴾

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کررہا تھا، اور تم تنکے سے ہتھیلی پر کھیل رہے تھے؟ میں نے جواب دیا، کاغذ پاس نہیں تھا، اس لئے آپ سے جو سنتا تھا، اس طریقہ پر لکھ رہا تھا، امام نے میرا ہاتھ کھینچ کر دیکھا، فرمایا یہاں تو کچھ نہیں لکھا؟ میں نے عرض کیا ہاتھ سے لعاب کا اثر ختم ہوگیا (کہ یہ لکھنا علامتی طور پر تھا) لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی ہیں، مجھے سب یاد ہوگئیں، امام متعجب ہوئے، ارشاد ہوا کہ سب نہیں ایک ہی ان میں سے سنادو؟ (تاکہ اس دعوے کا امتحان ہوجائے، جو بظاہر بڑا دعویٰ ہے)

میں نے بیان کرنا شروع کردیا۔

''مجھ سے نافع نے ابنِ عمر کے واسطے سے اس قبر والے سے روایت کیا ہے............''

اور ساتھ ہی امام کی طرح میں نے بھی ہاتھ پھیلا کر قبر شریف کی طرف اشارہ کیا، پھر وہ پوری پچیس احادیث سنادیں، جو اس مجلس میں امام نے روایت کی تھیں۔ (جاری ہے......)

حج کا صحیح طریقہ اور حج کی غلطیاں

حج وعمرے، خصوصاً ''حجِ تمتع'' کا صحیح طریقہ اوران سے متعلقہ اہم مسائل

حج وعمرے کی تیاری، سفر کے احکام، احرام کا طریقہ اوراس کی پابندیاں، اورحج کے پانچوں دنوں کے اعتبار سے علیٰحدہ علیٰحدہ مناسک، آخر میں ''حج کی غلطیاں'' کے عنوان سے ایک مستقل مضمون

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

اخبارِ عالم

ابورملہ

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 15 / اگست 2011ء بمطابق ۱۴/ رمضان المبارک 1432ھ : پاکستان: جشنِ آزادی پر ون ویلنگ، حادثات کے دوران 6 ہلاک، بیسیوں زخمی، سینکڑوں موٹر سائیکلیں تھانوں میں بند ✍ بلوچستان: ہوٹل میں بم دھماکہ، 14 افراد جاں بحق، 22 زخمی ✍ 16 / اگست: پاکستان: بارش اور سیلاب سے تباہی، ٹنڈو محمد خان ڈوب گیا ✍ 17 / اگست: پاکستان: آئل مارکیٹنگ کمپنیوں اور ڈیلرز کے کمیشن میں اضافہ، اقتصادی رابطہ کمیٹی نے منظوری دے دی ✍ 18 / اگست: پاکستان: کراچی بدامنی میں پیپلز پارٹی کے سابق ایم این اے سمیت 17 افراد ہلاک ✍ 19 / اگست: پاکستان: ساہیوال، راوی میں سیلابی ریلے سے درجنوں گھر تباہ، کئی دیہات زیرِ آب، تونسہ میں ڈالا، رودکوہی (نالے) میں بہہ گیا، 6 افراد ہلاک، 7 لاپتہ ✍ 20 / اگست: پاکستان: جمرود، مسجد میں خودکش حملہ، 60 نمازی شہید، 130 زخمی ✍ 21 / اگست: پاکستان: ستلج اور راوی میں پانی کی سطح مسلسل بلند، وہاڑی، میلسی کے کئی دیہات زیرِ آب، بدین میں وبائی امراض سے 11 ہلاک ✍ 22 / اگست: لیبیا: باغی سمندر کے راستے طرابلس میں داخل، دس بدست لڑائی، قذافی کا اقتدار ڈولنے لگا، کئی مضافاتی علاقوں پر قبضہ، 376 افراد ہلاک ✍ 23 / اگست: لیبیا: طرابلس پر باغیوں کا قبضہ، قذافی لاپتہ، 3 بیٹے گرفتار، لیبیائی عوام کا جشن، امریکہ، عرب لیگ اور کئی ممالک نے باغی حکومت کو تسلیم کرلیا ✍ 24 / اگست: پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس، ایل پی جی 12 روپے فی کلو تک لیوی عائد کرنے کی منظوری ✍ 25 / اگست: پاکستان: وفاق کے ہسپتالوں میں پوسٹ گریجویٹ ٹرینی ڈاکٹر کی تنخواہ 50، نرس کی 40 ہزار مقرر، صدر نے آرڈیننس جاری کردیا ✍ 26 / اگست: پاکستان: نوشہرہ، رسالپور بازار میں بم دھماکہ، 12 جاں بحق، 20 زخمی ✍ ڈیزل 54 پیسے ہائی آکٹین 2.13 روپے فی لیٹر مہنگا ✍ 27 / اگست: پاکستان: سابق گورنر پنجاب کے صاحبزادے شہباز تاثیر اغواء ✍ 28 / اگست: پاکستان: چترال سینکڑوں افغان شرپسندوں کا پاکستانی چوکیوں پر حملہ، 30 اہلکار جاں بحق، 20 حملہ آور ہلاک ✍ 29 / اگست: پاکستان: مچھ کے قریب کوئٹہ ایکسپریس پر فائرنگ، 5 مسافر ہلاک، 27 زخمی ✍ 30 / اگست: پاکستان: چارسدہ، شبقدر سیلابی ریلے سے 25 دیہاتوں میں تباہی، کوہستان سے مزید 9 نعشیں برآمد، دریائے ستلج اور دریائے کابل میں سیلاب ✍ 31 / اگست: جاپان کے وزیراعظم ناؤتوکان کابینہ سمیت مستعفی ✍ یکم/ستمبر: ✍ 02/ستمبر: (تعطیلِ اخبارات) ✍ 03/ستمبر: پاکستان: عید کے

Idara Ghufran

روز کوئٹہ اور لکی مروت میں خودکش دھماکے، خواتین و بچوں سمیت 16 جاں بحق، کرم میں مسافر گاڑیوں پر فائرنگ، 11 جاں بحق ملک بھر میں طوفانی بارشیں، 82 افراد جاں بحق، فصلیں تباہ، سندھ میں ڈیڑھ لاکھ افراد بے گھر ترکی نے اسرائیلی سفیر کو نکل جانے کا حکم دے دیا، تمام فوجی معاہدے معطل 04/ستمبر: پاکستان: وزیر اعلیٰ پنجاب کا لاہور میں 21 ہزار گھروں پر مشتمل ''آشیانہ سٹی'' بسانے کا اعلان 05/ستمبر: پاکستان: 8 کروڑ سے زائد پاکستانی غذائی قلت کا شکار، سیلاب کے باعث غذائی اجناس کی قیمتوں میں دوگنا اضافہ ہوا، رپورٹ 06/ستمبر: پاکستان: کوئٹہ سے القاعدہ کا مرکزی رہنما یونس الموریطانی 2 ساتھیوں سمیت گرفتار 07/ستمبر: پاکستان: راولپنڈی، فیل ہونے پر نجی میڈیکل کالج کے طالب علم نے فائرنگ کر کے وائس پرنسپل کو قتل کر دیا 08/ستمبر: پاکستان: نیپرا نے بجلی 2 روپے 4 پیسے مہنگی کرنے کی منظوری دے دی کوئٹہ، ڈی آئی جی ایف سی کے گھر پر 2 خودکش حملے، 27 افراد جاں بحق، جاں بحق ہونے والوں میں بریگیڈیئر فرخ شہزاد کی اہلیہ، کرنل اور 8 اہلکار شامل 09/ستمبر: پاکستان: کراچی کی تاریخ کا بڑا ٹارگٹڈ آپریشن، 100 افراد گرفتار، اسلحہ برآمد 10/ستمبر: پاکستان: سندھ ہائیکورٹ کے 4 ایڈیشنل ججوں کو مستقل کرنے کی منظوری، 2 نام مسترد 11/ستمبر: تنزانیہ: کشتی ڈوبنے سے 380 افراد ہلاک، 220 مسافروں کو زندہ بچا لیا گیا 12/ستمبر: پاکستان: سندھ میں بارشوں سے تباہی کا دائرہ پھیل گیا، بدین ڈوبنے کا خطرہ، مزید 27 افراد جاں بحق 13/ستمبر: پاکستان: ڈینگی سے سیکرٹری معدنیات سمیت 4 جاں بحق، پنجاب بھر میں مریضوں کی تعداد 4 ہزار سے بڑھ گئی 14/ستمبر: پاکستان: پشاور، سکول وین پر فائرنگ، 4 بچے، ڈرائیور شہید 19 زخمی، لوئر دیر میں دھماکہ، اے این پی کا رہنما جاں بحق 15/ستمبر: پاکستان: ڈینگی سے مزید 8 افراد جاں بحق، 412 مریضوں کا اضافہ، سری لنکن ماہرین کی ٹیم لاہور پہنچ گئی 16/ستمبر: پاکستان: لوئر دیر، نماز جنازہ میں خودکش دھماکہ، 34 افراد جاں بحق، 75 زخمی 17/ستمبر: پاکستان: قوم پرست رہنما بشیر قریشی جیل منتقل، سندھ میں قوم پرستوں کی ہڑتال، دھرنے، سڑکیں سنسان 18/ستمبر: پاکستان: ڈینگی سے مزید 7 افرد جاں بحق، لاہور میں دفعہ 144 نافذ، اوور چارجنگ کی شکایات پر 47 لیبارٹریاں اور 8 میڈیکل سٹور سیل 19/ستمبر: پاکستان: شمالی بھارت، نیپال، بھوٹان اور بنگلہ دیش میں زلزلہ، مواصلاتی نظام تباہ، 22 افراد ہلاک 20/ستمبر: پاکستان: کراچی، ایس ایس پی کے گھر پر خودکش حملہ، 8 جاں بحق، 7 زخمی، پشاور، سی ڈی سنٹر میں دھماکہ، 6 جاں بحق 30 زخمی